الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
خانقاہِ یارِ علویہ کا نقیب مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان
ماہی
پیامِ شعیب الاولیاء
براؤں شریف
اگست تا اکتوبر 2023
روحانی سرپرست
صاحب زہد وتقویٰ عابد شب زندہ دار صاحب فضل وکمال
یادگار شعیب الاولیاء جانشین مظہر شعیب الاولیاء
حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ
غلام عبدالقادر چشتی
علیہ رحمۃ اللہ
سابق نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف
ملک کو آزاد کس نے کرایا؟
امام احمد رضا بحیثیت سائنس داں
درگاہِ اعلیٰ حضرت سے حضور شعیب الاولیاء کی وابستگی
عید غدیر و حدیث غدیر کی حقیقت
حضور مبلغ اسلام کا طریقہ تبلیغ
چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

Rs.50

بیادگار

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء
عاشق محبوب کبریا گل گلزار قادریت
شمع شبستان چشتیت حضور سیدی الشاہ
محمد یار علی صاحب قبلہ
لقد رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

پیر طریقت مجاہد سنیت سراپا خیر و برکت سلطان
الاصفیاء سید الاتقیاء نقیب الاولیاء مظہر شعیب
الاولیاء حضرت مولانا صوفی شاہ
محمد صدیق احمد
صاحب قبلہ علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ
براؤں شریف

بشارۃ المشائخ کنز الکرامت
دعائے محبوبی شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء
برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء مادر زاد ولی
حضرت سیدی
احمد رضا عرف بابو میاں
علیہ الرحمہ براؤں شریف

فنائے شعیب الاولیاء
جان مظہر شعیب الاولیاء حضور مختار الاولیاء
حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد مختار احمد رضا
علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ براؤں شریف

خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ کا دینی، علمی فکری، اصلاحی و روحانی مجلہ

روحانی سرپرست
نبیرۂ شعیب الاولیاء
شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء
شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ
غلام عبدالقادر چشتی رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ فیض الرسول و سابق نائب ناظم اعلیٰ
دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

براؤں شریف

نائب سرپرست
نبیرۂ مظہر شعیب الاولیاء
وشہزادۂ مختار الاولیاء
محمد مسعود احمد رضا علوی
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ
دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

شمارہ نمبر (۷)

اگست تا اکتوبر 2023
ماہ محرم، صفر، ربیع الاول 1445 ہجری

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری
7081182040

نائب ایڈیٹر
محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی
9984896902

مدیران اعزازی:
عمران علی یارعلوی
عبدالقادر مصباحی جامعی

معاونین ایڈیٹر
شاہد رضا امجدی جامعی
نازش المدنی مرادآبادی

(مشیر اعلیٰ) ابوالحماد محمد مجیب الرحمٰن قادری

مجلس ادارت
مفتی واجد علی یارعلوی مالیگاؤں
مفتی منظور احمد یارعلوی ممبئی
مولانا اسلام الدین احمد انجم فیضی
مفتی ابوالحسن مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شعیب رضا نظامی ہماری آواز
مفتی احمد رضا نظامی علیمی ممبئی
مولانا عبدالحفیظ علیمی ممبئی
مولانا عبدالمبین مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شمیم رضا اویسی گھوسی
مفتی نوشاد عالم امجدی بہار
مولانا برکت اللہ فیضی
مفتی رئیس احمد ازہری برئی کنڈہ
مولانا احمد حسین یاسین پور الہ آباد
مولانا قمر انجم فیضی
مولانا محمد افضل علیمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ محمد جمال احمد علوی
صاحبزادہ محمد احمد علوی
صاحبزادہ محمد یوسف علوی
صاحبزادہ علی مرتضی علوی
صاحبزادہ علی احمد علوی
صاحبزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی
سید محمد ثاقب
پیر اشرف الجیلانی شمیم بھیا
مولانا سید کاظم الرحمن
حافظ وقاری سید ابرار حسین بلرام پور
مولانا شبیر الٰہی قادری
مولانا احسان احمد فیضی
مولانا سعود رضا امجدی سیوانی
مفتی عارف رضا امجدی گڑھوا
مولانا انیس الرحمن بہرائچ شریف
مولانا عقیل احمد رضوی جالون
مولانا ریحان اشرفی
حافظ محمد صدام حسین رضوی باتھوی
مولانا محبوب احمد فیضی نیپال
حافظ وقاری عبداللطیف رضوی
واجد علی قادری یارعلوی

قیمت فی شمارہ: 50 روپے : سالانہ بذریعہ سادہ ڈاک: 200

سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک: 350 اعزازی ممبرشپ: 1100

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
مینیجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں
شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

Quarterly
THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA
Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P. India Pin 272153
E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com

صاحبزادہ محمد اظہر علوی قادری ... دفتر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف سے شائع کیا۔

https://www.payameshuaibulauliya.com

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف، شمارہ نمبر 7 ماہ محرم، صفر، ربیع الاول 1445

اس شمارے میں

شمار نمبر	کالم	مضامین	قلم کار	صفحہ
(1)	اداریہ	اگر فیض شعیب الاولیاء یوں ہی رہا ہم پر	صاجزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی	۱
(2)	انوار قرآن	تفسیر مرتضوی	مولانا سبطین رضا سبطین مرتضوی	۳
(3)	گلدستۂ حدیث	عظمت وشان واعجاز قرآن	مولانا حشیم الدین قادری	۶
(4)	یا علویہ دار الافتاء	سوالات آپ کے جوابات ہمارے	تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین علیمی صاحب	۹
(5)	عصریات	ملک کو آزاد کس نے کرایا؟	امیر القلم ماہر رضویات مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی	۱۲
(6)	--	ہندوستانی میڈیا کا جھوٹ اور زہر افشانی۔ قسط ثانی	از: مولانا حافظ سید محمد انتخاب عالم ضیائی، افریقہ	۱۴
(7)	--	سویڈن میں قرآن سوزی پر مسلم ممالک وحکمرانوں کی خاموشی چہ معنی دارد	مولانا شعیب رضا نظامی چیف ایڈیٹر ہماری آواز	۱۷
(8)		72 حوریں فلم منظر وپس منظر	عبد الحفیظ قادری علیمی گونڈوی	۱۸
(9)	اسلامیات	اسلام کے متعلق غیر مسلم دانشوروں کے تاثرات	مفتی محمد صدیق حسن نوری بہرائچ شریف	۲۱
(10)	--	حبِّ علی کی آڑ میں بغضِ معاویہ	مولانا نازش مدنی مراد آباد	۲۴
(11)	--	عید غدیر وحدیث غدیر کی حقیقت	مفتی عبد القادر مصباحی جامعی	۲۶
(12)	--	ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے احوال صحیح روایات کی روشنی میں	مفتی محمد آصف رضا علیمی	۳۲
(13)	--	صدقات وخیرات کے فضائل ومسائل	مولانا محمد کوثر رضوی مرکزی	۳۴
(14)	--	قرآن کی بے ادبی کیوں؟	غلام مصطفیٰ نعیمی روشن مستقبل دہلی	۳۶
(15)	--	واقعۂ کربلا معتبر ومستند روایات کی روشنی میں!!	محمد تحسین رضا نوری	۳۹
(16)	رضویات	امام احمد رضا بحیثیت سائنس داں	مولانا آصف جمیل امجدی صحافی روزنامہ شانِ سدھارتھ	۴۲
(17)	شخصیات	درگاہِ اعلیٰ حضرت سے حضور شعیب الاولیاء کی وابستگی	ڈاکٹر سید غلام حسنین علوی	۴۹
(18)	--	مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی کا طریقۂ تبلیغ	مولانا حسنین رضا علیمی جامعی	۵۲
(19)	--	حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا اجمالی تعارف!	مولانا شاہد رضا فیضانی اشرفی	۵۵
(20)	--	حضور مفتیٔ اعظم ہند بے مثال مبلغ اسلام	افتخار احمد قادری برکاتی	۵۹
(21)	جنرل نالیج	ذہنی آزمائش	صاجزادہ محمد ارشد علوی قادری چشتی	۶۸
(22)	نظم	نعت ومناقب	سید خادم رسول عینی، محمد فیض العارفین نوری علیمی	۷۰
(23)		تأثرات	محمد فیضان رضا علیمی، محمد عمر فاروق قادری رضوی	۷۲

اداریہ

اگر فیضِ شعیب الاولیاء یوں ہی رہا ہم پر

از: نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء و شہزادۂ حضور چشتی میاں
محمد افسر علوی قادری چشتی
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ چشتیہ یار علویہ و چیف ایڈیٹر مجلہ
سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

اگر فیضِ شعیب الاولیاء یونہی رہا ہم پر
زمین ہند پر چھا جائیں گے ہم آسماں بن کر

اللہ رب العزت کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ " مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء " اپنے اشاعتی سفر کا ڈیڑھ سال مکمل کر چکا ہے۔ اس رسالہ کا پہلا شمارہ ڈیڑھ سال پہلے رجب المرجب کے مہینے میں عرس حضور مظہرِ شعیب الاولیاء رئیس الاتقیاء مجاہد سنیت دادا حضور حضرت مولانا شاہ صوفی محمد صدیق احمد المعروف خلیفہ صاحب قادری چشتی یار علوی علیہ الرحمہ براؤں شریف کے موقع پر بڑے سج دھج کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہوا اور عرس کے پروگرام ہی میں " علماء و مشائخ کے نورانی ہاتھوں سے اس کا اجراء اور رونمائی بھی ہوئی۔

تبھی سے پابندئ وقت کے ساتھ ہر تین ماہ پر منظر عام پر آرہا ہے اور صحافت کے میدان میں اپنی نورانی کرنیں بکھیر رہا ہے۔

" مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کے روحانی سرپرست اولاد علی مرتضیٰ صاحب زہد و تقویٰ عابد شب زندہ دار نبیرۂ شعیب الاولیاء و شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء والد بزرگوار " حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ غلام عبد القادر چشتی لقد رضی اللہ المولیٰ عنہ سابق نائب ناظم اعلیٰ دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف و نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء حضرت حافظ و قاری محمد ارشد علوی قادری چشتی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف منیجر رسالہ ہذا اور نائب ایڈیٹر و معاونین ایڈیٹر و مدیران اعزازی و مجلس ادارت و مشارت کے جملہ افراد اس کی شاندار اشاعت پر بے پناہ فخر و مسرت محسوس کر رہے ہیں،

اور یہ جملہ وابستگان سلسلہ یار علویہ و اصحاب عقیدت کے لئے بھی خوشی کی بات ہے، کہ جنھوں نے اس کی طباعت و اشاعت میں بلا تامل و تکلف دامے درمے سخنے قدمے خلوص و للہیت کے ساتھ حصہ لیا ہے، اس کی بدولت یہ رسالہ بلا کسی رکاوٹ کے زیور طباعت و اشاعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر قارئین و ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

اس کو فقیر قادری، اپنے جد امجد سرکار حضور شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء علیہما الرحمہ کی کرامت اور ان کا کھلا ہوا فیضان سمجھتا ہے۔

یوں تو رسالے کی اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے بہت سے روڑے آئے بے جا تنقیدات کے حملے ہوئے مگر کاروان سہ ماہی

پیام شعیب الاولیاء نے اس کی پرواہ کیے بغیر اپنا سفر جاری رکھا اور آج اسی کا نتیجہ ہے جو اس منزل تک پہنچا ہے، رسالے کا بنیادی مقصد بزرگانِ دین کی روحانی تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور خانقاہ فیض الرسول کی نمائندگی و ترجمانی کرنا ہے اور یہ رسالہ کسی نام و نمود کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں فقط خلوص و محبت کی جلوہ فرمائی ہے، اور یہ میرے جد امجد حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا قائم کیا ہوا مشن ہے جس کو فقیر قادری جاری و ساری رکھنے کی پوری پوری کوشش کر رہا ہے اور ان شاء اللہ عزوجل ہمیشہ کرتا بھی رہے گا۔

آج کے پرفتن دور میں مذہبی اخبارات و رسائل کا برابر مطالعہ کرنے والا مسلمانوں کا طبقہ اس واقعہ سے بے خبر نہیں کہ اکثر و بیشتر قارئین و ناظرین کے ذوقِ مطالعہ کی پستی و سطحیت پسندی کے نتیجے میں ہماری جماعت کے متعدد و معیاری اور مشہور و مقبول رسالے دم توڑ چکے ہیں جسے ایک حوصلہ شکن و المناک حادثہ بھی کہا جا سکتا ہے اور اس وقت جو گنتی کے چند رسائل محدود تعداد میں نکل بھی رہے ہیں وہ محض تعلیمی اداروں کا نمائندہ و ترجمان ہونے کی بنیاد پر زندہ و محفوظ ہیں ورنہ دیگر رسالوں جیسا ان کا بھی وہی حشر ہوتا۔

ایسی صورت ہم اپنے قارئین سے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگر وہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کی پابندی کو متاثر دیکھیں تو اسے ہماری مجبوریوں یا اہم مصروفیتوں پر محمول کر کے صرفِ نظر فرما دیں اور براہِ راست فقیر قادری سے رابطہ قائم کر کے عدمِ اشاعت کا اصل سبب معلوم کر لیں کسی کی سنی سنائی باتوں یا افواہوں پر بلکل بھی دھیان نہ دیں۔

اور حضور شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء و حضور چشتی میاں و حضور مختار الاولیاء علیہم الرحمہ کے جملہ مریدین و متوسلین و معتقدین سے خصوصیت کے ساتھ پرزور درخواست ہے کہ وہ پہلی فرصت میں سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کی بقا و ترقی کے لئے مالی تعاون فرمائیں اور باقاعدہ خود خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی بنائیں اور اپنے احباب و متعلقین کے گھر گھر پہونچانے کی کوشش کریں اور جو حضرات ذی ثروت اور دولت مند ہوں وہ" سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء" کے سال بھر کے مصارف کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول فرما لیں یا تھوڑا بہت بھی جتنا اللہ تعالیٰ توفیق دے اس کی کفالت کا ذمہ لے لیں۔

اس طرح پر اگر چند مخیر و علم نواز حضرات میدان عمل میں آجائیں تو رسالہ نہ صرف یہ کہ نہایت پابندی و باقاعدگی کے ساتھ جاری رہے گا بلکہ ہر تین ماہ پر اس کی صوری و معنوی خوبیوں میں پرکشش و مفید ترین اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ تمامی حضرات کو دین و ملت کی خدمت اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا پرخلوص جذبہ عطا فرمائے اور بزرگان دین و مشائخ طریقت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

تفسیرِ مرتضوی

محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (۲۱) لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا (۲۲) لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا (۲۳) لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا (۲۴) اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا (۲۵) جَزَآءً وِّفَاقًا (۲۶)

ترجمہ: بے شک دوزخ تاک میں ہے، سرکشوں کا ٹھکانہ ہے، اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے، اس میں وہ نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی کوئی چیز، سوائے کھولتے پانی اور گرم پیپ کے، جیسے کو تیسا بدلہ۔

تفسیر (۲۱) اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا: اس کے چند اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ جہنم ایک ایسا راستہ ہے جس پر مخلوق کا گزر ہوگا، پس مومن اس پر چلے گا اور کافر اس میں داخل ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جہنم سرکشوں کی ایسی سرحد ہے جس پر عذاب دینے کے لیے کفار کا انتظار کیا جاتا ہے اور یہی جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اہل جنت کے لیے سرحد ہے جس پر فرشتے کھڑے ہو کر مؤمنوں کا استقبال کریں گے کیوں کہ مؤمنوں کو اس پر سے گزر کر جانا ہے۔ (مدارک التنزیل، ج ثالث، ص ۵۹۱، م دار الکلم طیب بیروت)

۲۲) لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا: یعنی سرکشوں کے لیے ٹھکانہ ہے، سرکش سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کر کے اپنے دین میں سرکشی کی یا دنیا میں ظلم اختیار کر کے سرکشی کی۔ (تفسیر قرطبی، ج تاسع عشر، ص ۱۷۷، م دار عالم الکتب الریاض)

(۲۳) لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا: یعنی کفار و مشرک اس میں قرنوں (مدتوں) تک رہیں گے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں کی بلکہ فرمایا "لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا"، پس اللہ کی قسم نہیں ہے وہ مگر جب ایک حقب چلا جائے گا دوسرا داخل ہوگا، پھر دوسرا ہمیشہ تک، پس احقاب کی کوئی تعداد نہیں ہے مگر ہمیشگی۔

اور حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں: ایک حقب سترہ ہزار سال کا ہے اور فرمایا یہ آیت منسوخ ہے اس کو "فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا" (النباء: ۳۰) نے منسوخ کر دیا یعنی تعداد اٹھ گئی اور ہمیشگی حاصل ہوگئی۔ (معالم التنزیل، ص ۱۳۷۷، م دار ابن حزم)

(۲۴ تا ۲۶) لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا الخ: اس آیت اور اس کے بعد والی دو (۲) آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں ان کا حال یہ ہوگا کہ نہ ان کو وہاں نیند میسر ہوگی اور نہ لذت کے ساتھ پینے کے قابل کوئی چیز اور اگر کچھ ملے گا تو نہایت گرم پانی اور بہتی پیپ یعنی وہ چیز جو دوزخیوں کے زخموں سے نکلے گی بس وہ اسی کو چکھیں گے اور اسی کے ذریعے ان کو برابر بدلہ دیا جائے گا جو ان کے اعمال کے مطابق ہوگا، چناں چہ کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں اور جہنم سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں۔ (تفسیر جلالین ص ۵۶۱ تا ۵۶۲، م مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا (۲۷) وَّ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كِذَّابًا (۲۸) وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ كِتٰبًا (۲۹) فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا (۳۰)

ترجمہ: بے شک وہ حساب کا خوف نہ رکھتے تھے، اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے، اور ہم نے ہر چیز کو شمار کر کے رکھا ہے، سو اب چکھو ہم تمہارے عذاب کو بڑھاتے چلیں جائیں گے۔

تفسیر (۲۷) اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا الخ: اس آیت اور اس کے بعد والی تین (۳) آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا یعنی اپنے متعلق ان لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے محاسبہ کا خوف نہ تھا یا ان کا بعث پر ایمان نہ تھا تا کہ وہ حساب و کتاب پر امید رکھیں اور انہوں نے ہماری آیتوں کو حد بھر جھٹلایا اور ہم نے ہر چیز کو شمار کر کے لکھ رکھا ہے یعنی ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے پس تم اپنی اعمال کی سزا کا مزہ چکھو سو ہم تمہاری سزا بڑھاتے چلے جائیں گے، حدیث میں وارد ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت اہل نار پر سب سے زیادہ شدید و سخت ہے۔ (مدارک التنزیل، ج ثالث، ص ۵۹۲، م دار الکلم طیب بیروت)

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (۳۱) حَدَآىِٕقَ وَ اَعْنَابًا (۳۲) وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا (۳۳) وَّ كَاْسًا دِهَاقًا (۳۴) لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا (۳۵) جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا (۳۶) رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا (۳۷) یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (۳۸)

ترجمہ: بلا شبہ ڈر والوں کے لیے کامیابی ہے، باغات اور انگور ہیں، اور اٹھتے جوبن والیاں جو ایک عمر کی ہیں، اور چھلکتے ہوئے جام ہیں، وہ جنت میں نہ تو کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ، یہ تیرے رب کی جانب سے بدلہ ہے جو کثیر انعام ہوگا، جو کہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو کہ ان کے درمیان ہے جو کہ بڑا مہربان ہے لوگ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے، جس دن جبریل اور سب اس کے حضور صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جسے رحمٰن اجازت دے دے اور اس نے ٹھیک بات کہی۔

تفسیر (۳۱ تا ۳۵) اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا: بے شک پرہیز گاروں کے لیے نجات و کامیابی ہے، اس سے پہلی آیات میں کفار و مشرک

کے لیے وعیدیں بیان کی گئیں اور اب متقی و پرہیزگار لوگوں کی جزا بیان کی جارہی ہے، چناں چہ اس آیت اور اس کے بعد والی چار (۴) آیتوں کی تفسیر یہ ہے کہ پرہیزگاروں کے لیے تمام مکروہ و ناپسندیدہ چیزوں سے نجات اور تمام محبوب ومطلوب اور پسندیدہ چیزوں سے کامیابی ہے، اور باغات و انگوریں ہیں یعنی جنت میں مختلف قسموں کے پھل دار درختوں کے باغات اور انگوریں ہیں، اور نوجوان ہم عمر لڑکیاں یعنی ابھرتے ہوئے دائرہ دار چھاتیوں والی لڑکیاں جو نوجوان و ہم عمر ہوں، اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں یعنی ایسی شراب ہے جو جاموں کو بھرنے والی ہے، اور وہ جنت میں کوئی لغو اور باطل اور بیہودہ بات نہ سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے یعنی کسی سے کسی کی تکذیب نہ سنیں گے بخلاف اس کے جو دنیا میں شراب پینے کے وقت ہوتا ہے۔

(معالم التنزیل،ص ۱۳۷۷،م دار ابن حزم/ مدارک التنزیل، ج ثالث،ص ۵۹۲ تا ۵۹۳،م دار الکلم طیب بیروت/ تفسیر جلالین،ص ۵۶۲ ،م مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۳۶ تا ۳۸) جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا الخ: اس آیت اور اس کے بعد والی دو (۲) آیت کی تفسیر یہ ہے کہ: یہ تیرے رب کی جانب سے بدلہ ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں یہ جزا عطا فرمائی، اور یہ بدلہ اس رب کی طرف سے ہوگا جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا رب ہے اور وہ نہایت مہربان ہے کسی مخلوق کو اس سے بات چیت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یعنی خوف کی وجہ سے اس سے بات کرنے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ حضرت مقاتل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مخلوق اس پر قادر نہ ہوں گے کہ وہ رب سے کلام کریں مگر اس کی اجازت کے ساتھ اور حضرت کلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہ ہوں گے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔ اور جس دن حضرت جبریل علیہ السلام اور سب فرشتے صفیں بنائے کھڑے ہوں گے تو اس دن لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رعب و جلال اور خوف کی وجہ سے اس سے مصیبت دور کرنے اور عذاب اٹھا دینے کی بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے البتہ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام کرنے یا شفاعت کرنے کی اجازت دی ہو اور اس نے دنیا میں ٹھیک بات کہی ہو اور اسی کے مطابق عمل کیا ہو تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں کلام کرسکے گا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ٹھیک بات سے مراد کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔

(معالم التنزیل،ص ۱۳۷۸،م دار ابن حزم/تفسیر قرطبی، ج تاسع عشر، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ م دار عالم الکتب الریاض/ تفسیر جلالین،ص ۵۶۲ ،م مکتبہ رحمانیہ لاہور)

عظمت و شان واعجاز قرآن

محمد حشیم الدین قادری
دارالعلوم غریب نواز، نزد جامع مسجد کچہری محلہ منڈلہ۔ ایم۔ پی
رابطہ نمبر۔ 8319945574-9926714799

اظہار رائے کی آزادی کی حدود کیا ہے اور کیا ہونی چاہئے اس پر عالمی تنظیموں کو غور کرنا چاہئے ورنہ جس طرح اظہار رائے کی آزادی کا بے جا اور تخریب کارانہ استعمال دنیا بھر میں بڑھ رہا ہے خصوصاً اس کے ذریعہ جس طرح اسلاموفوبیا کو بڑھایا جا رہا ہے اور اس سے دنیا کی دوسری سب سے بڑی آبادی یعنی مسلمان اور اسلام کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اس سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اہل اسلام ہی نہیں کسی بھی مذہب کے لئے اس کی مذہبی معظم و محترم چیزوں کے وقار کو مجروح ہوتے دیکھنا انتہائی تکلیف کا باعث ہے، ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کے مذہبی معظمات کے وقار کو ملحوظ رکھا جائے، پھر اسلام تو خیر الادیان کی حیثیت رکھتا ہے تو سوچیں اہل اسلام اپنے معظمات کے وقار کی حفاظت کے لئے کتنے حساس ہوں گے۔

مذہبی معظمات میں جب بات ہو اس کتاب کی جو آسمانی ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے تو غور کریں اس کتاب کا وقار اہل اسلام کے لئے کتنا اہم ہے، دنیا بھر میں بار بار قرآن پاک کی بے حرمتی اہل اسلام کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ کچھ دنوں قبل سویڈن میں ایک عراقی نژاد شخص سلوان مومیکا کی جانب سے عید الاضحی کے روز دارالحکومت سٹاک ہوم کی مرکزی مسجد کے سامنے قرآن کے نسخے کو نذر آتش کرنے کے واقعہ نے ایک بار پھر اہل اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے جہاں عالم اسلام عید الاضحی کی خوشیوں میں مبارکبادیاں دے رہے تھے اس واقعہ نے خوشی کے ماحول کو غموں میں تبدیل کر دیا ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر دشمنان اسلام قرآن کی بے حرمتی کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں، کیا اہل اسلام قرآن کی ہیبت دنیا والوں کے دلوں میں بٹھانے میں ناکام ہو گئے ہیں، کیا ہم اپنے عمل و کردار سے قرآن کی اہمیت کو لوگوں کی نظروں میں بڑھانے میں ناکام ہو گئے ہیں، دنیا کا وہ قانون جس کے ماننے والے اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں اس قانون کا دبدبہ لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے، لوگ اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہیں اس کے خلاف کرنے کی ہمت نہیں کرتے، اس قانون کا احترام کرتے ہیں ادب کرتے ہیں اور عزت کی نظروں سے اس کو دیکھتے ہیں۔

اب ہم غور کریں کہ قرآن بھی ہمارے لئے ایک دستور العمل ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی اور ہدایت کا ایک ایسا شمع ہے جو اپنے ماننے والوں کو کبھی تاریکی میں نہیں چھوڑتا۔ لیکن کیا ہم لوگوں نے اس دستور العمل کو اپنے زندگی میں نافذ کیا ہے، کیا قرآن ہماری عملی زندگی میں نظر آتا ہے، عملی زندگی تو دور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو قرآن پاک کو دیکھ کر بھی پڑھ نہیں سکتی، ایسے میں ہم اگر میدان میں گستاخان قرآن کے خلاف احتجاج بھی کئے تو کس کام کے؟

اگر حقیقی احتجاج کرنا ہے تو یوں کریں کہ قرآن کو پڑھنا سیکھیں قرآن کو

سمجھنا سیکھیں اور قرآن کو عملی زندگی میں نافذ کریں، اگر تمام مسلمان قرآن پاک کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دیں تو مجال ہے کہ کوئی قرآن کی گستاخی کرنے کی ہمت کر سکے۔

آپ قرآن کی طرف آئیں قرآن آپ کو اپنے رنگ میں رنگ دے گا، یا کسی نہ کسی طرح اپنا اثر ضرور دکھائے گا، اس حقیقت کو صرف ہم ہی نہیں بلکہ کفار مکہ بھی تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ

ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کہ عتبہ بن ربیعہ کو سرداران قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کے لئے منتخب کیا۔ اس کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے دور کے مروجہ علوم و فنون، سحر و کہانت اور شاعری وغیرہ میں یگانہ روزگار تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ لالچ اور تحریص کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی دعوت سے دستبردار ہونے کی ترغیب دی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی باتیں سنتے رہے

۔ جب وہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآنی آیات کی تلاوت شروع کی۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے۔

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

یہ آیات سن کر عتبہ کانپ اٹھا۔ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ کر رحم کی التجا کی۔

(الوحی المحمدی، ص 138)

قارئین: غور کریں عتبہ بن ربیعہ کی اس حالت کا جائزہ لیں۔ وہ کون سی چیز تھی جس نے عتبہ کو لرزہ براندام کر دیا تھا؟ وہ قرآن حکیم کی تاثیر اور صاحب قرآن کی عظمت کے احساس کے علاوہ کیا تھا؟

عتبہ جب اپنی قوم کے پاس واپس پہنچا تو اس نے ان سے جا کر کہا: تم جانتے ہو محمد جو کہتے ہیں وہ ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔ ان کا کلام سن کر مجھ پر یہ خوف طاری ہو گیا تھا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا: محمد نے میرے سامنے وہ کلام پیش کیا ہے جس کی مثل میرے کانوں نے کبھی نہیں سنی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں ان کے جواب میں کیا کہوں۔

(ایضاً، ص 139)

قرآن کے پراثر ہونے پر ایک روایت اور ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی ابتداء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات میری ہمشیرہ دردِ زِہ میں مبتلا ہوئیں۔ لہٰذا رات گزارنے کی غرض سے میں اپنے گھر سے نکل کر کعبۃ اللہ شریف کے پردوں کے پیچھے چلا گیا۔ میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور سیدھے حطیم کعبہ میں داخل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو اُونی کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب عزوجل نے جب تک چاہا نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لے گئے۔ اسی دوران میں نے ایک پُر اثر اور غیر مانوس کلام سنا جو اس سے قبل کبھی نہ سنا تھا۔ میں فوراً کعبۃ اللہ شریف کے پردوں سے نکل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری موجودگی کو محسوس فرمایا تو پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عمر بن

خطاب۔ فرمایا اے عمر تورات دن کسی وقت بھی میرا تعاقب کرنے سے باز نہیں آتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم مجھے کوئی بددعا نہ دے دیں لہٰذا میں نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت سن کر ارشاد فرمایا اے عمر اسے ابھی پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا اے میرے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ضرور کلمۂ شہادت کا ویسے ہی اعلان کروں گا جیسے قبول اسلام سے قبل اپنے شرک کا اعلان کرتا رہا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، ج 8 ص 342، حدیث 147)

السید محمد رشید رضا نے اپنی کتاب الوحی المحمدی میں نام لئے بغیر ایک فرانسیسی فلسفی کا قول لکھا ہے وہ فلسفی کہتا ہے:۔

عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی طرح کوئی معجزہ پیش نہیں کیا، حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خشوع وخضوع کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے اور اس کی تلاوت لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے وہ کام کرتی تھی جو جملہ انبیاء کرام کے تمام معجزات نے نہیں کیا۔ (الوحی المحمدی ص 138)

قرآن حکیم کی تاثیر کی قوت کا صحیح اندازہ کرنا ہو تو اس انفرادی، اجتماعی، سماجی، معاشی، اخلاقی، سیاسی اور روحانی انقلاب پر ایک نظر ڈالی جائے جو قرآن حکیم نے مسلمانوں کی زندگیوں میں برپا کیا تھا۔

کیا بت پرستوں کا بت شکن بن جانا، توہمات کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کا ایمان وایقان کی دولت سے بہرہ ور ہو جانا اور اپنی اولاد کے قاتلوں کا رحمت ورافت کا علمبردار بن جانا کوئی معمولی بات تھی؟ کیا ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کے دلوں میں محبت واخوت کے گلشن کھلا دینا کسی انسان کے بس میں تھا؟ کیا شراب کے پجاریوں کی کسی قوم کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے شراب کے مٹکے توڑتے ہوئے دیکھا ہے؟

اگر یہ سب کچھ ہوا اور ساری دنیا کے سامنے ہوا تو اس کی توجیہ، اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے یہ بے مثال انقلاب قرآن حکیم کی لازوال تاثیر کی برکت سے رونما ہوا۔

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، مگر طوالت کا خوف دامن گیر ہے، مسلمان اگر گستاخان قرآن کے خلاف حقیقی احتجاج کرنا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ قرآن کو اپنے اوپر نافذ کریں، عملی دنیا میں قرآن کے احکام پر عمل کریں پھر سڑکوں پر احتجاج کریں، چونکہ تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام میدان جنگ کے باہر تو باہر عین میدان جنگ میں بھی قرآن وحدیث پر عمل سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے، نمازوں کی پابندی سنتوں پر عمل میدان جنگ میں بھی جاری رہتا تھا۔

اللہ کریم عزوجل عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد شمیم الدین قادری
دارالعلوم غریب نواز، نزد جامع مسجد کچہری محلہ منڈلہ۔ ایم۔ پی۔
رابطہ نمبر۔
8319945574-9926714799

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ میں کہ ٹیشو پیپر سے استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوہاب:

ٹیشو پیپر کے لفظ سے ہی واضح ہے کہ وہ کاغذ ہے اور کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہو تو بدرجہ اولیٰ، اور کسی بھی قابل تعظیم اور قیمت والی چیز سے استنجا مکروہ وممنوع ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

"کرہ تحریما بشئی محترم" (ج:۱، ۵۵۱)

یعنی کسی قابل تعظیم چیز سے استنجا مکروہ تحریمی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"یدخل فیه الورق قال فی السراج قبل انه ورق الکتابة وقیل ورق الشجر وایهما کان فانه مکروہ، اه واقره فی البحر وغیره والعلة فی ورق الشجر کونه علفا للدواب ونعومته فیکون ملوثا غیر مزیل و کذا ورق الکتابة لصقالته وتقومه وله احترام ایضا لکونه آلة لکتابة العلم ولذا علله فی التاتر خالیه بان تعظیمه من ادب الدین۔"

(ج:۱، ص: ۵۵۲)

یعنی اس میں کاغذ بھی داخل ہے سراج میں فرمایا کہ وہ کتابت کا ورق ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے درخت کا ورق مراد ہے، جو بھی ہو بہر حال مکروہ ہے اھ بحر وغیرہ میں بھی اسے برقرار رکھا گیا ہے درخت کے پتے (مکروہ ہونے کی علت) اس کا جانوروں کے لیے چارہ ہونا یا اسکی نرمی ہے پس یہ ملوث کرنے والا ہے۔ (نجاست کو) دور کرنے والا نہیں اسی طرح کاغذ چکنا اور قیمتی ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، نیز قابل احترام ہے کیونکہ وہ کتابت علم کا ذریعہ ہے اسی لیے تاتارخانیہ میں اسکی علت یوں بیان کی ہے کہ اسکی تعظیم آداب دین سے ہے۔

اسی میں ہے:

"واذا کانت العلة کونه اٰلة للکتابة یوخذ منها عدم الکراهة فیما لایصلح لها اذا کان قالعا للنجاسة غیر متقوم کما قدمنا من جوازه بالخرق البوالی۔"

یعنی جب علت اس کا آلۂ کتابت ہونا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کاغذ میں تحریر کی صلاحیت نہ ہو اور نجاست زائل کرنے والا ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی کراہت نہیں جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے پرانے کپڑے کے ٹکڑوں سے استنجا کا جواز بیان کیا ہے۔

ان عبارات میں غور کرنے سے مثل آفتاب ظاہر ہے کہ کاغذ سے استنجا کی ممانعت متعدد وجوہ سے ہے اول اسکی چکناہٹ دوم قابل قیمت ہونا سوم آلۂ کتابت ہونا۔ ٹیشو پیپر میں اگر چہ چکناہٹ نہیں ہوتی تاہم اس میں تحریر کی صلاحیت ضرور ہوتی ہے

چنانچہ عام مشاہدہ ہے کہ پریس والے بہت سے مواد اور میٹرس اسی کاغذ پر چھاپتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی اسے آلۂ کتابت نہ مانے تو بہر حال وہ قیمت والا تو ہوتا ہے اور شی متقوم سے بھی استنجا کی کراہت مصرح ہے علاوہ ازیں کاغذ سے استنجا طریقۂ نصاریٰ ہے لہٰذا ٹیشو پیپر سے استنجا کرنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے مسلمان اس سے بچیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اختر حسین قادری، خادم افتا و درس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یکم ربیع الآخر، ۱۴۳۷ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دو مختلف شہروں میں رہتے ہوئے ٹیلی فون یا انٹرنیٹ پر نکاح کر لیتے ہیں۔ یہ نکاح جائز و نافذ ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ نکاح کسی طور پر جائز ہوسکتا ہے؟

الجواب: فقہ کی تمام کتابوں میں مرقوم ہے کہ شرائط نکاح میں سے ایک شرط دو گواہوں کا ساتھ ساتھ الفاظ ایجاب و قبول کا سننا ہے۔

چنانچہ علامہ سعود کاسانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"منها سماع الشاهدين كلام المتعاقدين جميعاً حتى لو سمع كلام احدهما دون الآخر او سمع احدهما كلام احدهما والآخر كلام آخر لا يجوز النكاح"۔ (بدائع الصنائع، ج:۲، ص۵۷۲)

اور آج کل اگر چہ ایسے ٹیلی فون رائج ہیں کہ گواہان عاقدین کی آواز سن سکتے ہیں مگر اختلاف مجلس کے ساتھ یہ خرابی بھی ہے کہ عاقدین میں سے ایک کے حق میں بہر حال گواہ غائب ہوتے ہیں اور اس کی آواز غائبانہ طور پر سنتے ہیں اور فقہا فرماتے ہیں کہ کوئی پردہ کے پیچھے سے سنی ہوئی آواز پر گواہ ہو تو یہ جائز نہیں۔ جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

"لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذ النغمة تشبه النغمة"۔ (ج:۳، ص:۴۵۲)

جماعت اہل سنت کے عظیم فقیہ و مفتی حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے بھی یہی موقف اپنایا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: "ٹیلی فون پر بولنے والے کی تعیین میں عموماً اشتباہ رہتا ہے تو اس کے ذریعے سننے والا گواہ نہیں بن سکتا ہے اس لیے ٹیلی فون کے ذریعے نکاح پڑھنا ہرگز صحیح نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول: ج، اول، ص:۵۶۰)

اور جب ٹیلی فون پر نکاح جائز نہیں تو پھر انٹرنیٹ پر بھی جائز نہیں کہ دونوں جگہ وجہ عدم جواز ایک ہے۔ البتہ اگر عاقدین میں سے کوئی ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی کو وکیل بالنکاح بنا دے اور وہ وکیل گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کا فریضہ انجام دیں تو یہ نکاح نافذ و درست ہوگا کہ انٹرنیٹ یا ٹیلی فون کے ذریعہ اب صرف وکیل بنایا گیا ہے اور بذریعہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ وکیل بننا بھی درست ہے۔ جس طرح کہ فقہائے کرام نے بذریعہ قاصد یا خط وکیل بنانے کو درست فرمایا ہے۔ چنانچہ فاضل اجل، محقق بے بدل، شمس الفقہا علامہ شمس الدین سرخسی قدس سرہ ارشاد

فرماتے ہیں:

"لو ان الغائب وكل هذا الحاضر بكتاب كتبه اليه حتى زوجها منه كان صحيحا"۔ (المبسوط للسرخسي، ج:۳، ص:۱۵)

یوں ہی وکالت بالنکاح کے لیے گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "يصح التوكيل بالنكاح وان لم يحضر الشهود كذا في التاتارخانية"۔

ان ارشادات سے واضح ہے کہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ وکیل بنانا درست ہے تو اگر یہ طریقہ اپنا کر نکاح کیا جائے تو نکاح جائز اور نافذ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری، خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی،

سوال: آج کل موبائل اور کیسیٹ میں قرآن پاک لوڈ کرتے ہیں جب پڑھنا ہوتا ہے تو بٹن دباتے ہیں اور اسکرین یا اسپیکر پر قرآنی آیات دیکھی یا سنی جاتی ہیں، موبائل بند ہو تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس موبائل یا کیسیٹ کو بے وجو چھونا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

جواب: موبائل، کیسیٹ اور سی ڈی میں جو آواز یا حروف ونقوش محفوظ کیے جاتے ہیں وہ بعینہ موبائل وغیرہ میں محفوظ نہیں ہوتے بلکہ کچھ اعدادی کوڈ اشاراتی انداز میں اکٹھا ہوتے ہیں اور مخصوص سافٹ ویئر آواز ونقوش سے اخذ کر کے اسکرین یا اسپیکر پر اسی انداز میں ظاہر کرتا ہے جس انداز میں اسکرین یا اسپیکر میں بوقت جمع تھا اس لیے سی ڈی و میموری میں جو کچھ جمع ہوتا ہے وہ سب غیر مرسوم اور غیر مکتوب ہے تاوقتیکہ وہ اسکرین پر ظاہر نہ ہو۔

اور جب اسکرین پر بشکل مکتوب نظر آئے تو اگر وہ آیات قرآنیہ ہیں تو اس و بے وضو چھونا جائز نہیں البتہ اسکرین پر جب وہ آیات نمایاں ہوں اگر اسکرین کو نہ چھوا جائے تو بے وضو بھی اسے پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ موبائل، سی ڈی وغیرہ میں قرآنی حروف ونقوش محفوظ نہیں ہوتے تو ان کو قرآن کریم کے حکم میں نہیں رکھا جائے گا لہٰذا جس موبائل، سی ڈی یا کیسیٹ میں قرآن پاک محفوظ ہو اسے بے وضو چھونا جائز ہے البتہ جس اسکرین پر آیات کریمہ نمایاں ہوں تو ان آیات کو بے وضو چھونا ناجائز و گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (لايمسه الا المطهرون) اور اگر کسی موبائل میں قرآنی آیات ہی محفوظ ہوں تو بھی اس موبائل کو قرآن مجید کا حکم نہ ہوگا بلکہ صندوق میں محفوظ قرآن کریم کی طرح ہے۔ البتہ اس کا ادب بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری، خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی،

ملک کو آزاد کس نے کرایا؟

از: مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

سیاست دانوں کا کہنا ہے۔

ملک کی آزادی ہماری بے لاگ کوششوں کا نتیجہ ہے، ہم نے تحریر چلائی، تجویز پیش کی، ریزولوشن پاس کرایا، بڑے بڑے اجلاس بلائے، تقریریں کیں، آواز اٹھائی، احتجاج کیا، ممبئی کی زمین گواہ ہے، یہیں سے ہندوستان چھوڑو تحریک کا پرزور نعرہ بلند کیا، ستیہ گرہ کیا، آندولن چلایا، جیلیں بھریں، گرفتاریاں دیں، گولیاں کھائیں، جسموں کو چھلنی کیا، عوام کو بیدار کیا، بڈھی برطانیہ کے اہلکاروں کی نیندیں حرام کیں، خفیہ دستے تیار کیے، اعلانیہ مارچ کیا، راتوں رات اسکیم بنائی، دنوں دن کارندوں تک پہنچایا، خاک وخون میں ہم تڑپے، پانی کے قطروں کو ہم ترسے، لہو کی ندیاں ہم نے عبور کیں، کانٹوں کی راہ ہم چلے، شعلوں کی برسات ہم پر ہوئی، آج جو یہ ترنگا جھنڈا بھارت کے ماتھے پر، لال قلعہ کی فصیل پر لہرا رہا ہے یہ ہماری دین ہے، ملک آزاد ہے، بہار کا زمانہ ہے، ہماری کاوش ہے، یہ چمن ہمارا سینچا ہوا ہے، یہ گلشن ہمارا آباد کیا ہوا ہے، یہ نگارخانہ ہمارا سجایا ہوا ہے۔

علمائے دین کا فرمانا ہے ملک ہمارا تھا حکمراں ہم تھے ہمارے آبا واجداد نے ہزار سال حکومت کی تھی ہر طرح سے سجایا تھا سوجتن سے سوارا تھا باغ باں ہم تھے ہر پھول پر ہمارا حق تھا باپ کا گھر تھا بیٹوں کا حق تھا دادا کی میراث تھی پوتوں کی وراثت تھی انگریز نے غصب کیا، غضب کیا ہڑپ لیا، ظلم ڈھایا، قہر توڑا، حق سے منہ موڑا، ناحق قیامت ڈھائی، گھر والوں کو زبردستی بے دخل کیا، خود مالک مکان بن بیٹھا، چونکہ گھر ہمارا تھا، ہماری وراثت تھی، حکومت تھی، دل ہمارا جلتا تھا، دماغ ہمارا کھولتا تھا، خون ہمارا ابلتا تھا، ہے۔ کون ہے جو اپنے غاصب کو ہٹانے، ظالم کو مٹانے دشمن کو بھگانے کی جدو جہد نہ کرے، کیوں کہ وہ ہماری نظر میں کانٹا تھا، ہم اس کی نگاہ کے کانٹے تھے، وہ ہمیں خار لگتا تھا، ہم اس کو خار لگتے تھے، اس کو یہ بھی معلوم تھا، آزادی کی آواز ہم ہی بلند کریں گے، تحریک حریت ہم ہی سے شروع ہوگی، اس کو یہ خدشہ تھا، کھٹکا تھا، دھڑکا لگا رہتا تھا، جو اپنی جگہ سچ بھی تھا، اس لیے اس نے پہلے ہمیں گھر سے بے گھر کیا، بے در کیا، زمین داریاں چھین لیں، جاگیریں ضبط کیں، امارتیں ٹوٹیں، ریاستیں توڑیں، تخت وتاج پر قبضہ کیا، مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں کو ویران کیا، سولیوں پر چڑھایا، صف بہ صف، قطار در قطار علماء کو گولیوں سے بھون دیا، کالا پانی کی سزائیں دیں، کون سا ظلم تھا جو اس نے نہیں ڈھایا، کون سا حربہ تھا جو اس نے نہیں آزمایا۔

دراصل جنگِ آزادی کے بنیاد گزار ہم ہیں۔ اسی بنیاد پر اوروں نے بھی کام شروع کیا تو ہم ہر موڑ پر پیش پیش رہے، شانہ بہ شانہ

رہے، لوگوں نے غداری ضرور کی ہماری وفاداری پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا جب جہاں ضرورت پڑی جان ومال کی قربانی دی اول و آخر ہم ہی آزادی کے ہیرو ہیں اخبار نویسوں کا ماننا ہے ہم نے ملک کی آزادی میں بڑا اہم کردار ادا کیا خبریں بنائیں خبریں لکھیں خبریں چھاپیں ملک کے طول وعرض میں پھیلائیں اہل نظر کو باخبر کیا عوام کو بیدار کیا ہم نہ ہوتے تو لیڈروں کے لیکچرز مقرروں کی تقریریں، محرکوں کی تحریکیں، مجوزوں کی تجویزیں، ادیبوں کے بیانات، خطیبوں کے خیالات، نظم نگاروں کی نظمیں، مفکروں کے افکار، مدبروں کی تدبیریں کیونکر چھپتیں کیونکر بنتیں ملک کے کونے کونے تک کیونکر پہونچتیں لہذا جنگ آزادی میں ہمارا رول ناقابل فراموش ہے۔

شاعروں، نظم نگاروں کا کہنا ہے ہم نے شاعری کی مشاعرے کیے نظمیں لکھیں ہندوستانیوں کے جذبوں کو جگایا خفتہ قوم کو بیدار کیا جوانوں کو جھنجھوڑا مجاہدوں کو ابھارا لیڈروں کو ڈھارس بندھائی خطیبوں کو جوش دلایا عوام کو حوصلہ دیا ہماری ہی نظم نگاری تھی نظم خوانی تھی جس نے بچوں تک کے خون کو گرما دیا عورتوں تک کو میدانِ جنگ میں لا کا تارا ہم حرم میں گئے سجدے کیے دعائیں کیں دیر میں پہونچے آرتی اتاری سنکھ پھونکا گھنٹی بجائی پوجا کی گردواروں میں گئے ہری ہری ست کال کے نعرے لگائے غرضیکہ ہم نے ہماری شاعری نے ہمارے مشاعروں نے ہمارے نظم نگاروں نے ملک کے ہر حصے میں تحریک آزادی کی روح پھونک دی آگ لگا دی شعلے بھڑکا دیئے سب کو ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہم نہ ہوتے تو؟ اس لئے ملک کی آزادی میں ہم سب سے بڑے حصے دار ہیں۔ ایسی ایسی ٹولیاں ابھی اور بھی بہت ہیں جو اپنی اپنی ڈفلیاں بجاتی ہیں اور جیالے مردانِ کار ہیں جو پرچم حریت اپنے مضبوط ہاتھوں سے تھامے کھڑے ہیں اس میں کوئی دو رائے نہیں آزادی کی تحریک میں ہر گروہ کا حصہ ہے لیکن علمائے دین کی قربانیاں سب سے زیادہ ہیں اس لیے کہ کوئی سیاست داں کوئی لیڈر کوئی صحافی کوئی شاعر کوئی نظم نگار کوئی مشاعرہ باز نہ اتنی گولیاں کھائیں جو علماء نے کھائیں نہ اتنے سولیوں پہ چڑھے جو علماء کو دی گئیں تختۂ دار پہ چڑھائے گئے نہ کسی کو اتنی ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنائی گئیں جو علماء کو پہنائی گئیں نہ کوئی کالا پانی گیا نہ کسی نے ہجرت کی نہ کوئی فلسطین میں دفن ہوا یہ علماء ہی تھے جو اپنا گھر پھونک پھونک کر جنگِ آزادی کا تماشہ دیکھتے رہے مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے رہے ترستے رہے بالآخر یہ ملک آزاد ہوا آزاد ملک میں سانس لینے والوں کو چاہیے کہ وہ ان کو ضرور یاد کریں خراج عقیدت پیش کریں ان کی قبروں پر دیئے جائیں فاتحہ پڑھیں۔

ہندوستانی میڈیا کا جھوٹ اور زہر افشانی

از: مولانا حافظ سید محمد انتخاب عالم ضیائی امجدی،
مقیمِ حال موریشس افریقہ (قسطِ ثانی)

مبسملا وحامداً ومصلیا ومسلما

(قسط اول میں آپ نے میڈیا کی تعریف، اقسام، ضرورت واہمیت، اور میڈیا کا ماضی وحال ملاحظہ کیا) ملک کے مختلف علاقوں میں الیکٹرانک میڈیا کی اشتعال انگیز اور بے بنیاد خبروں کی وجہ سے فسادات بھی رونما ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سماجی بھائی چارگی کو نقصان پہنچا ہے۔ ہندوستانی میڈیا جھوٹ کا سہارا لے کر ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے کبھی غدارِ وطن کہہ کر تو کبھی دہشت گرد کہہ کر تو کبھی پاکستانی کہہ کر۔ ہندوستانی میڈیا مسلمانوں کو غدارِ وطن کہتی ہے اور جو لوگ انگریزوں کی محبت میں مبتلا تھے، وہ آج خود کو بھارت کا وفادار کہتے ہیں۔ حالانکہ مغل سلاطین نے بھارت کو ایسی معاشی ترقی دی تھی کہ بھارت ساری دنیا میں "سونے کی چڑیا" کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ بھارت کے لئے مسلمانوں کی مالی قربانیوں کی کچھ جھلکیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) پور بندر کے میمن تاجروں کی کمپنی "دادا عبداللہ اینڈ کو" نے گاندھی (1869-1948) کو وکالت کے لیے پریٹوریا (Pretoria) ساؤتھ افریقہ بلایا۔ وہاں گاندھی کو 1893 سے 1915 تک وکالت اور لیڈر شپ کی مشاقی کا سنہرا موقع ملا۔ 1915 میں سابق کانگریسی صدر گوپال کرشنا گوکھلے (1866-1915) کی گزارش پر گاندھی نے افریقہ سے واپس آ کر کانگریس میں شرکت کی۔ 1920 میں کانگریس کی قیادت گاندھی کے سپرد ہوئی۔ گاندھی کو اس منزل تک پہنچانے میں میمن سیٹھوں کا اہم رول ہے

1۔ گاندھی کا وطن بھی پور بندر تھا۔ (2) گاندھی نے جب 1920 میں سوراجیہ فنڈ جمع کرنا شروع کیا تو ممبئی کے میمن سیٹھ عمر سبحانی کو اس کا ذمہ دار بنایا۔ عمر سبحانی نے ایک کروڑ روپے جمع کر کے گاندھی کو دئیے اور اپنی جانب سے دستخط کر کے سادہ چیک گاندھی کو دیا۔

اس میں سیٹھ نے رقم نہ لکھی اور گاندھی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ گاندھی نے ایک لاکھ روپے لکھا۔ سبحانی سیٹھ نے اس فیصلہ کو خوشی سے قبول کر لیا۔ ایک صدی قبل کا ایک روپیہ آج کے سو روپیہ سے زائد ہوگا۔ اندازہ لگائیں کہ مسلمانوں نے بھارت کے لیے کتنی دریا دلی دکھائی تھی، پھر بھی ہم غدار = تم وفادار!!! الٹے چور کو توال کو ڈانٹے۔ (3) بھارت = چین جنگ (1965) کے موقع پر اس وقت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے لوگوں سے

مدد کی اپیل کی تھی ۔حیدر آباد کے آخری نظام: میر عثمان علی (1886-1967) نے بھارت کی مرکزی حکومت کو پانچ ٹن سونا (5,00 kg Gold) دیا تھا۔کیا کسی جنیو دھاری نے بھارت پر اتنا مال قربان کیا؟ پھر بھی ہم غدار ہیں!(4) عظیم پریم جی چیئرمین: آئی ٹی کمپنی: وپرو (Wipro) نے "عظیم پریم جی فاؤنڈیشن" کو باون ہزار سات سو پچاس کروڑ (52750) روپے عطیہ کیا۔اس فاؤنڈیشن کے ذریعہ بھارت میں سماجی ورفاہی خدمات انجام دی جاتی ہیں ۔

فاؤنڈیشن کا بیان ہے کہ عظیم پریم جی نے اپنی ذاتی ملکیت کا زیادہ سے زیادہ حصہ سماجی کاموں کے لیے وقف کر دیا ہے ۔عظیم ہاشم پریم جی نے اب تک فاؤنڈیشن کو 45.1: لاکھ کروڑ روپے بھارت میں سماجی ورفاہی کاموں کے لیے عطیہ کیا۔بل گیٹس اور وارن بفیٹ کی معاہداتی تحریک "دی گیونگ پلیج" (The Giving Pledge) پر دستخط کرنے والا پہلا بھارتی عظیم پریم جی ہے ۔اس پر دستخط کرنے والے اپنی ذاتی ملکیت کا آدھا حصہ سماجی کاموں کے لیے خرچ کرتے ہیں ۔"عظیم پریم جی فاؤنڈیشن" نے ایک ہزار کروڑ روپے کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے وزیر اعظم کیرس فنڈ (PM CARES Fund) کو دیا۔ خود کو وفادار کہنے والے وطن کے لئے آج تک پیچھے کیوں ہیں؟

کسی نے سچ کہا تھا ہم نے تن من دھن لٹایا۔تم نے ہمیں غدار بتایا
بنتے ہو وفادار تو وفا کر کے دیکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

دورِ حاضر میں میڈیا مسلمانوں کو آتنک وادی ثابت کرنے پر تُلا ہے اور ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے ۔پریس کونسل آف انڈیا کے سربراہ جسٹس کاٹجو نے قومی میڈیا کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو دہشت گرد اور عفریت صفت ثابت کرتے ہوئے ملک میں فرقہ پرستی پھیلا رہا ہے ۔اس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں عدم تحفظ اور ناانصافی کے احساسات پیدا ہو رہے ہیں ۔انہوں نے مزید کہا کہ جب کبھی کوئی بم دھماکہ یا ایسا کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اندرون ایک گھنٹہ کئی ٹی وی چینلز یہ بتانا شروع کر دیتے ہیں کہ انڈین مجاہدین، حرکۃ المجاہدین یا جیش محمد سے ای میل یا ایس ایم ایس موصول ہوا ہے ۔بعض مسلم ناموں کا ذکر کرتے ہوئے غیر ذمہ داری سے کام لیا جا رہا ہے ۔ای میل یا ایس ایم ایس کوئی بھی فسادی شخص روانہ کرسکتا ہے، مسلم ناموں کو لے کر میڈیا کے اہلکار یہ پیغام دیتے ہیں کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں، ان کے پاس بم پھینکنے کے سوا کوئی کام نہیں ہے ۔آپ سارے مسلم طبقہ کو عفریت بتاتے ہوئے فرقہ واریت کو فروغ دے رہے ہیں ۔کاٹجو نے استفسار کیا کہ کیا یہ میڈیا کا ذمہ دارانہ برتاؤ ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ غیر ذمہ دارانہ برتاؤ ہے ۔میڈیا کو اخلاقیات سے وابستہ رہنا چاہئے اور یاد رہے کہ یہ قومی ذمہ داری ہے ۔انہوں نے کہا کہ میں میڈیا کی آزادی کا سخت حامی ہوں، مگر ایسی باتوں کی اجازت نہیں دوں گا۔ جسٹس کاٹجو نے میڈیا سے سوال کیا کہ کیا آپ کو فرقہ پرستی پھیلانے کی اجازت حاصل ہے؟ مسلمانوں کو بدنام کرنے کا اختیار آپ کو کس نے دیا ہے؟ یہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہے ۔جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے کہا کہ غربت اور امتیاز کے باعث ہی ملک میں دہشت گردی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے ۔

جب تک یہ 2 مسائل حل نہیں ہوتے اُس وقت تک دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ۔ روزنامہ" دی ہندو" کے زیر اہتمام" دہشت گردی کی رپورٹنگ ۔ میڈیا کتنا حساس ہے" کے موضوع پر سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے کاٹجو نے کہا کہ غربت دہشت گردی کی بنیادی وجہ ہے ۔ جن کے پاس روزگار نہیں ہے ان کے پاس 2 ہی راستے ہوتے ہیں ایک خودکشی اور دوسرا دہشت گردی کی ترغیب ۔

آے دن مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے اس پر حکومت اور میڈیا دونوں تماشائی بنے رہتے ہیں کبھی گائے فروشی کے نام پر جیسا کہ پہلو خان کے ساتھ ہوا کبھی چوری کے نام پر جیسا کہ تبریز انصاری کے ساتھ ہوا ان تمام چیزوں کے باوجود دہشت گرد مسلمانوں کو ہی کہا جاتا ہے گویا کہ مقتول بھی ہمیں اور قاتل بھی ہمیں یہ طرفہ تماشا ہے ۔

قارئین کرام: ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب میں مسلمانوں سے جے شری رام کے نعرے لگوائے جائیں اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، لیکن حکومت اور بھارتی میڈیا اس پر خاموش رہے انتہائی حیرت کی بات ہے ۔ اور اس وقت ٹی وی چینلز پر جیسے کوئی مہم چل رہی ہو، جب بھی مسلمانوں کی کوئی بات ہوتی ہے یا کوئی معاملہ سامنے آتا ہے تو اسے فورا لفظ جہاد سے جوڑ کر پیش کیا جاتا ہے مدارس اسلامیہ کی دینی تعلیم کو جہادی تعلیم، ہمارے اسلامی لباس کو جہادی لباس ، یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ کرونا کے آغاز میں جب پوری دنیا کرونا کے روک تھام اور اس کے سدباب کے لیے ہر ممکن کوشش کررہی تھی لیکن اس وقت بھی ہندوستان میں مذہب کا چولا اوڑھے بھارتی میڈیا، موجودہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت نے کھل کر اپنی اسلام اور مسلم دشمنی کا مظاہرہ کیا اور تبلیغی جماعت کے حوالے سے افواہیں اُڑائیں اور اس پورے مسئلہ کو کرونا جہاد کے نام سے متعارف کروایا ۔ (جاری)

سویڈن میں قرآن سوزی پر

مسلم ممالک وحکمرانوں کی خاموشی چہ معنی دارد

تحریر: محمد شعیب رضا نظامی فیضی
استاذ و مفتی: جامعہ رضویہ اہل سنت گولا بازار ضلع گورکھ پور یو۔ پی۔
چیف ایڈیٹر: ہماری آواز، گولا بازار ضلع گورکھ پور
9792125987

گزشتہ دنوں سویڈن میں ایک مسجد کے باہر ایک تنگ دل اور فتنہ پرور آدمی نے قرآن مقدس کو نذر آتش کر دیا۔ یوں تو اسلام مخالف طاقتیں اور بیمار ذہنیت کے لوگ ہر زمانے میں مسلمانوں کی مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے میں کوشاں رہے ہیں، کئی ایک بار قرآن مقدس کو نذر آتش کیا گیا ہے جو ناقابل معافی جرم رہا ہے مگر اس بار تو حد ہی ہوگئی کہ باقاعدہ سویڈن حکومت سے قرآن مقدس جلانے کی اجازت لی گئی تھی اور دنیا کو عدل و مساوات کا پاٹھ پڑھانے والے انگریزوں نے کسی مذہب کی مقدس ترین کتاب جلانے کی اجازت بھی دے دی، نہ تو انھیں خداوند کا خوف رہا اور نہ ہی دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کے مذہبی جذبات کا خیال۔ ذرا تصور تو کریں کہ معاملہ اگر اس کے برعکس ہوتا تو اب تک دنیا میں کون سی آفت نہ آگئی ہوتی؟ مگر اتنا بڑا اور شرم ناک حادثہ ہو جانے کے بعد بھی عالمی میڈیا اور عدل و مساوات، اتحاد و اتفاق اور انسانیت کے نام نہاد ٹھیکے دار بالکل ہی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر تکلیف دہ بات یہ ہے کہ خود مسلمان ایک چپ ہزار چپ۔ وہ مسلمان جو کبھی عظمت و ناموس اسلام پر جان چھڑکتے تھے آج ان کا حال یہ ہے کہ قرآن مقدس نذر آتش کیے جانے پر بھی خاموش ہیں جبکہ وہ دنیا کی دوسری سب سے بڑی قوم ہیں۔ وہیں جب یہ شرم ناک معاملہ پیش آیا تو مسلم دنیا جامع قرآن امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی تیاری کر رہی تھی، وہ حضرت عثمان جنھوں نے قرآن مقدس کو یکجا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اور آج انھیں کے ایام عرس میں قرآن مقدس کی اس قدر توہین و بے ادبی کی جا رہی ہے اور مسلم دنیا بالکل ہی خاموشی اختیار کیئے ہوئے کیا آج جامع قرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک روح اپنی تربت اقدس میں خوش ہوگی؟ کیا سویڈن حکومت کی اس بیہودگی کا منہ توڑ جواب دینا امسال جامع قرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت نہیں ہوتا؟ کیا سویڈن حکومت کی اس بدتمیزی کے باوجود بھی مسلم ممالک کا تعلقات قائم رکھنا جامع قرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کو بھلا دینا نہیں ہے؟ امت مسلمہ کو مسلم دنیا کو مسلم ممالک وحکمرانوں کو ان ساری باتوں پر غور وفکر کرنا ہوگا، اپنی ایمانی غیرت کو ٹٹولنا ہوگا، اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا ہوگا، ہاں انھیں ایسے بدتمیزوں سے تعلقات ختم کرنے ہوں گے جب تک کہ وہ ایسے ملعونوں کو تختہ دار اور کیفر کردار تک نہ پہنچا دے۔ ہاں بھارت میں ایک دو تنظیموں بالخصوص رضا اکیڈمی نے ضرور حضرت عثمان غنی کے یوم عرس کو یوم قرآن کے طور پر منانے کا اعلان کیا اور دو چار جگہوں پر یوم قرآن منایا بھی گیا جو کہ قابل صد تحسین ہے مگر یہ کام عالمی پیمانے پر ہونا چاہیئے تھا خاص کر پچاس سے زائد مسلم ممالک و حکمرانوں کو احتجاج درج کرانا چاہیئے تھا تاکہ سویڈن حکومت پر کوئی دباؤ بنے ورنہ ”اکیلا چنا کہاں بھاڑ پھوڑتا ہے؟“

۷۲ حوریں فلم
منظر اور پس منظر

عبدالحفیظ قادری علیمی گونڈوی، خطیب وامام سنی حنفی بریلوی جامع مسجد مانخورد ریلوے اسٹیشن وبانی وسربراہ "جامعہ مولائے کائنات" منڈالہ مانخورد ممبئی

یہ امر ہر کس وناکس پر آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ جب سے مرکز میں بی جے پی برسر اقتدار ہوئی ہے تب سے اسلام دشمن ومسلم مخالف طاقتیں انتہائی عسکریت کے ساتھ ان کے خلاف ہر محاذ پر زہر افشانی، فتنہ انگیزی اور مختلف نوعیت کے فسادات کے ذریعے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو مزید پسماندگی کا احساس دلانے کی ناپاک سازشیں بھی کر رہی ہیں ساتھ ہی حکومت وقت کے بڑے بڑے لیڈران وقائدین اپنی خبیث عادت وفطرت کے مطابق نہایت دل خراش وانسانیت سوز بیانات دینے میں بھی مسابقت کر رہے ہیں، واہیات بیان بازی کرنا اپنا فرض منصبی اور ازلی حق تصور کرتے ہیں، موقع موقع سے یہ شر پسند اشتعال انگیز نعرہ بازیاں بھی کرتے ہیں، شاید یہ سب کچھ کرنا اس لیے ممکن ہے کہ انہیں حکومت وقت کی منشا اور زبردست مالی وسیاسی تعاون حاصل ہے۔

تمام ذرائع ابلاغ جس سے جتنا ممکن ہوسکتا ہے اسلام دشمنی ومسلم مخالفت کا ثبوت دے رہے ہیں جس کا واضح نمونہ فلمی انڈسٹری کے چند خبیث ذہن وفکر کے فلمکاروں نے پیش بھی کیا ہے جیسے" دی کشمیر فائل، دی کیرلا اسٹوری، اجمیر 92" اور اب 72 حوریں

یہ تمام فلمیں اسلام دشمن ومسلم مخالف فلمیں ہیں جن میں 100٪ غلط اور حقائق سے پرے اسٹوری کا سہارا لیا گیا ہے جبکہ اسلام اور مسلمانوں کا ان واہیات وہفوات اور فلمی منفی کردار سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ مجھے بات کرنی ہے 72 حوروں پر بنی فلم کے منظر وپس منظر کے بارے میں، اس فلم کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ اس فلم میں مسلم نوجوانوں کو 72 حوروں کا لالچ دیا جاتا ہے کہ تم کافروں اور مشرکوں سے جہاد اور جدال وقتال کرتے ہو، یا کسی بھیڑ میں خودکش حملہ کرکے اگر شہید ہوجاؤ گے تو تمہیں مرنے کے بعد جنت ملے گی اور جنت میں تمہاری جنسی تسکین وراحت SEX کے لیے 72 حوریں ملیں گی جو اتنی خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گی کہ اگر وہ دنیا کی طرف جھانک دیں تو لوگ ان کی ملاحت وخوب صورتی دیکھ کر بے ہوش ہوجائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

دشمنان اسلام کی طرف سے صرف 72 حوروں پر مکالمہ ومناظرہ کا شگوفہ محض ایک پروپیگنڈہ ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں، آیئے جانتے چلیں کہ جنتی کون ہوگا جنت اور اس کی نعمتیں کیا ہیں اور 72 حوروں کا تصور کیا ہے؟ اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے: وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ (اور خوش خبری دو انہیں جو ایمان لائے اور اچھے اعمال

کیے، بیشک انکے لیے جنتیں ہیں)۔

جنت میں کیا کیا ہے اس کے لیے ارشاد باری تعالی ہے: وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ (السجدہ) اور تمہارے لیے جنت میں ہر وہ چیز ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم چاہو۔

ارشاد باری تعالی ہے: وَلَهُمْ فِيهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ- وَّهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ) اور ان کے لیے اس (جنت میں) پاک ازواج ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

کلام باری تعالی کی مختصر وضاحت: سب سے پہلے جس آیہ مبارکہ کو تحریر کیا اس سے ظاہر ہو گیا جنت کی خوش خبری اسی کے لیے ہے جو ایمان اور اچھے اعمال والا ہے، سورہ السجدہ کی آیہ مبارکہ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ جنت میں رہنے والے کو ہر وہ چیز میسر ہے جو وہ چاہے اور طلب کرے، پھر تو کوئی چیز ایسی نہیں جو جنتیوں کی چاہت سے باہر ہو،

اللہ عزوجل نے جنتیوں پر نعمتوں کا اتمام فرما دیا ہے جن میں حوران بہشت بھی شامل ہیں اور ازواج مطہرات سے مراد یہی جنتی حوریں ہیں جو ازواج کی شکل میں جنتیوں کو ملیں گی اب چاہے وہ دو ہوں، چار ہوں، 72 ہوں یا ہزار پانچ سو ہوں، اور جنتی عورتوں کو جنتی شوہر ملے گا جو ان کی جنسی تسکین SEX کے لیے کافی ہوگا، باقی غلمان بھی ہیں خدمت کے لیے۔ کچھ اعتراضات اغیار کی جانب سے نہایت شدت سے ہوتے ہیں وہ یہ کہ مردوں کے لیے 72 حوریں اور عورتوں کے لئے صرف ایک مرد؟ معاذ اللہ یہ تو بڑی ناانصافی ہے! تو جانتے چلیں جیسے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کے لیے بیک وقت چار عورتوں کو کچھ کنڈیشن کے ساتھ رکھنا جائز کیا ہے اور عورت کے لیے ایک شوہر کافی ہے اسی طرح جنت میں بھی اللہ عزوجل اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے مردوں کو بے شمار ازواج رکھنے کی طاقت عطا فرمایا ہوا ہوگا اور عورتوں کو ایک شوہر اتنا کافی ہوگا کہ اسے دوسرے شوہر کا خیال بھی نہ ہوگا۔ یہ سارے معاملات مسلمانوں کے اپنے دین و ایمان کے اعتبار سے ہیں کہ جنت، حور، غلمان یہ سب جنتی مسلمانوں کے لیے ہیں پھر اس میں ان کا کیا دخل جن کا ان پر ایمان ہی نہیں،

مذکورہ بالا آیات و روایات سے مخالفین نے بیٹھے بٹھائے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ مسلم نوجوان جنت اور حوران جنت کی چاہت و طلب میں دہشت گرد تحریکوں میں شامل ہو رہے ہیں اور غیر مسلموں پر ناحق حملہ کرتے ہیں جس سے دنیا اور بالخصوص ملک ہندوستان میں دہشت گردی کا گراف بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور دوسری جانب دنیا کے اسلام دشمن ممالک مع ہندوستان کے اسلام دشمن عناصر اس کے ذریعے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھو دہشت گردی 72 حوروں کے چکر میں بڑھ رہی ہے گویا کہ اسلام جنت اور 72 حورں کے تصور کے ذریعہ دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے اور نمونے کے طور پر چند پاکستانی دہشت گرد تنظیموں کو بھی پیش کرتے ہیں، حالاں کہ یہ تصور سرے سے غلط اور عبث ہے کہ 72 حوروں کی تحصیل کے لیے دہشت گردی فروغ پا رہی ہے،

جب کہ سچائی یہ ہے کہ دہشت گردی سے اسلام و مسلمانوں کا دور کا بھی رشتہ نہیں، یہ تو امن و آشتی، مواخات و مساوات اور انسانیت کا مذہب ہے، ہاں! جہاد فی سبیل اللہ ایک عظیم عبادت ہے لیکن اس کے لیے اصول اور کنڈیشن وضع ہیں اس کے خلاف کرنے والا مجاہد و غازی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اسلام مخالف عناصر یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ جنت اللہ عزوجل کی رضا

کا بدلہ ہے جو مسلمانوں اور مومنوں کے رہنے کا دائمی مسکن ہے وہاں کے عیش و آرام اور ہر قسم کی نعمتیں جن کا تصور کما حقہ اہل دنیا نہیں کر سکتے، بس قرآن و سنت کے ذریعے برائے تفہیم تمثیل بیان کر دی گئی ہے اور جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ عزوجل کا دیدار ہے اور اسی خواہش کی تکمیل کے لیے مسلمان مذہب اسلام کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز جانتا ہے، اس پر تن من دھن سے ہمیشہ قربان رہتا ہے۔

اسلام مخالف طاقتیں ہمیشہ اسی فراق میں رہتی ہیں کہ کون سا ایسا شگوفہ اور شوشہ لوگوں کے بیچ میں چھوڑا جائے کہ اسلام کا صاف و شفاف دامن داغ دار ہو جائے اور اسی داغ دار دامن کو دنیا والوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ دنیا اس سے دور و بیزار ہو اور اسلام دشمن و مسلم مخالف طاقتیں مزید مضبوط و منظم ہوں اور دیگر مذاہب و ادیان کے سنجیدہ لوگ جو اسلام کی پاکیزگی و سچائی سے بہت حد تک متاثر ہیں انہیں متنفر کیا جائے اور بالخصوص جو صرف نام نہاد مسلمان ہیں انہیں مرتد بنایا جا سکے اور جو اسلام کو آدھے ادھورے طور پر جانتے مانتے ہیں انہیں بھی بیزار کیا جائے۔

ہاں اسلام مخالف طاقتیں ایسی بیہودہ کوششوں سے کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور حاصل کر سکتی ہیں لیکن انہیں ہمیشگی و دوام نہیں۔

اسلام وہ آفتاب لازوال ہے جسے قیامت تک غروب و زوال نہیں، یہ اپنی صداقت و سچائی کے نور سے قیامت تک کائنات کو اجالا دیتا رہے گا اور اپنی عطر بیزی سے عالم کے ذرے ذرے کو مہکاتا رہے گا اور اپنی عمدہ کارکردگی و اعلٰی و منفرد نظام کے سبب دنیا کو دعوت حق و انصاف دیتا رہے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ مذہب اسلام کو جتنا زیادہ مٹانے کی کوشش کی گئی اور ٹارگیٹ کیا گیا دنیا اتنی ہی تیزی سے اس کے دامن رحمت و انصاف سے چمٹتی گئی اور میرا یہ وجدان و ایقان ہے کہ اسلام کے خلاف جتنا زیادہ پروپیگنڈہ ہوگا اسلام اتنی ہی برق رفتاری سے بڑھے گا اور افق عالم پر نور بن کر چھاتا جائے گا اور دشمنان اسلام ہمیشہ کی طرح زیر ہوں گے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ ملکی سطح پر جب نظر ڈالتے ہیں تو ہر طرف نفرتوں کی مسموم ہوائیں چل رہی ہیں زہریلی فضا قائم ہے ہندو مسلم سکھ عیسائی کے باہمی تعلقات کے درمیان منافقت و منافرت کی دیوار قہقہہ بنائی جا رہی ہے، ہر طرف بے چینی اور قتل و غارت گری کا ماحول ہے، اقتدار حاصل کرنے کے لیے بھائی چارگی اور جمہوریت کا سر عام خون ہو رہا ہے مسجد مندر کی گندی سیاست نقطہ عروج پر ہے ایک قوم کو منادر کی حصول یابی پر جذباتی تو دوسری طرف مسلمانوں کو مایوسی کا شکار بنایا جا رہا ہے، کچھ مرتد Ex Muslims سے مسلمانوں کے خلاف 72 حوروں پر مکالمے و مناظرے کے لیے اسٹیج سجائے جا رہے ہیں، جنت کو مزاق بنایا جا رہا ہے، اسے دہشت گردی سے جوڑنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ جن مذاہب و ادیان کا اپنا کوئی وجود نہیں، کوئی کامیاب انسانی و سماجی اور مذہبی اصول و نظام نہیں وہ بھی اسلام کے دنیوی اور اخروی اصول و معاملات پر چھینٹا کشی کر رہے ہیں، یہ سب کچھ ایسے ہی نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کی زبردست سیاسی پیکنگ ہے، بڑے بڑے کردار ہیں جو پردے کے پیچھے رول پلے کر رہے ہیں، بہر حال اسلام اپنی تمام تر خوبیوں، رعنائیوں اور نکہتوں کے ساتھ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور اسے ہر آن کمال ہی کمال ہے اور اس کے مخالف کو زوال ہی زوال ہے۔

عبد الحفیظ قادری علیمی گونڈوی،
خطیب و امام سنی حنفی بریلوی جامع مسجد مانخورد ریلوے اسٹیشن
و بانی و سربراہ" جامعہ مولائے کائنات" منڈالہ مانخورد ممبئی

از: (مفتی) محمد صدیق حسن نوری بہرائچ شریف
استاذ جامعۃ المدینہ ٹانڈہ امبیڈکر نگر یوپی

بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت روح انسانیت کے لیے ایک عظیم ترین نعمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کی ہر ہر ساعت کائنات کے لیے باعث فخر ہے، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی از ولادت تا وصال عالم کے لیے مشعل راہ ہے قرآن مجید کچھ یوں گویا ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ" یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے ہیں غیر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کے خطبے پڑھ رہے ہیں خود کفار قریش بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل بعثت صادق و امین جیسے القاب سے پکارتے تھے اور آپ کی تعریف و توصیف کے قائل تھے،

چنانچہ جلالین شریف میں ہے" ایک روز اخنس بن شریق نے ابو جہل سے پوچھا اے ابو الحکم اس وقت یہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں، مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بتاؤ وہ سچے ہیں یا جھوٹے" فقال واللہ إن محمدا لصادق وما کذب قط ولکن إذا ذھب بنو قصی باللواء والسقایۃ والحجابۃ والنبوۃ فما ذا یکون بسائر قریش" یعنی تو ابو جہل بولا خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں انہوں نے کبھی جھوٹ نہ بولا لیکن بھلا یہ بتاؤ کہ جب بنو قصی ہی کے حصے میں جھنڈے، پانی پلانے، خدمت حجاج اور نبوت ہوگی تو پھر باقی قریش کے لیے کیا بچے گا؟

(سورۃ الأنعام قولہ ف إنہ لا یکذبونک فی السرص ۱۱۴ مجلس برکات)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ آپ اپنی قوم کے سردار تھے، قبل از اسلام جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہلی بار حاضری دی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک خوبصورت منظر دیکھا تو اپنی قوم سے کہا" أي قوم واللہ لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قیصر و کسری والنجاشي واللہ إن رأیت ملکا قط یعظمہ أصحابہ ما یعظم أصحاب محمد محمدا واللہ إن تنخم نخامۃ إلا وقعت فی کف رجل منہم فدلك بہا وجہہ وجلدہ وإذا أمرہم إبتدروا أمرہ وإذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہ وإذا تکلم خفضوا أصواتہم عندہ وما یحدون إلیہ النظر تعظیما لہ وأنہ قد عرض علیکم خطۃ رشد فأقبلوھا" یعنی اے قوم قسم خدا کی میں بادشاہوں کے پاس گیا، قیصر و کسری اور نجاشی جیسے بادشاہ کے پاس بھی گیا، خدا کی قسم میں نے کسی ایک بادشاہ کے ساتھیوں کو ایسی بادشاہ کی تعظیم کرتے نہ

دیکھی جیسی عزت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ آپ کی کرتے ہیں خدا کی قسم وہ اپنے منھ سے کھنکھار شریف نہیں نکالتے ہیں مگر وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ اسے لیکر اپنے چہرے اور چمڑے پر مل لیتا ہے اور جب انھیں کوئی حکم دیتے ہیں تو ان کے حکم کی بجا آوری کے لیے جلدی کرتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ آپ کے وضو کا پانی لینے کے لیے لڑ پڑیں گے اور جب حضور کوئی بات کرتے ہیں تو صحابہ ان کی بارگاہ میں آواز پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم کے سبب ان کی جانب نظر نہیں اٹھاتے اور (اے قوم) بیشک انھوں نے ہدایت کی بات پیش کی ہے تو تم لوگ اسے قبول کرلو، (الادب الجمیل ص ۲۲ منقول صحیح البخاری الاول)

علما کرام فرماتے ہیں کہ یہی واقعہ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایمان کا سبب بنا، مائکل ہارٹ نے اپنی کتاب "100 Most influential persons in history" یعنی سو عظیم آدمی مترجم عاصم بھٹ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ان الفاظ میں بیان فرمائی "ممکن ہے کہ انتہائی متاثر کن شخصیات کی فہرست میں (حضرت) محمد کا شمار سب سے پہلے کرنے پر چند احباب کو حیرت ہو اور کچھ معترض بھی ہوں لیکن یہ واحد تاریخی ہستی ہے جو مذہبی اور دنیاوی دونوں محاذوں پر برابر طور پر کامیاب رہی، (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عاجزانہ طور پر اپنی مساعی کا آغاز کیا اور دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک مذہب کی بنیاد رکھی اور اسے پھیلایا وہ ایک انتہائی موثر رہنما بھی ثابت ہوئے، آج تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود ان کے اثرات انسانوں پر ہنوز مسلم اور گہرے ہیں، (ص 25 سو عظیم آدمی)

اسی کتاب میں پھر آگے لکھتا ہے "عیسی مسیح (علیہ السلام) کے بر عکس (حضرت) محمد نہ صرف ایک کامیاب دنیا دار تھے بلکہ ایک مذہبی رہنما بھی تھے، فی الحقیقت وہی عرب فتوحات کے پس پشت موجود اصل طاقت تھے، اس اعتبار سے وہ تمام انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ متاثر کن سیاسی قائد ثابت ہوئے ہیں" (ص 28) ہیری ای ہائنکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے" اگر ہم مذاہب عالم کے تمام بانیوں کی خوبیوں کا تقابلی مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تصورات وخیالات کی بھول بھلیوں میں گم ہوئے نہ اپنی فضیلت پر تکبر کیا بلکہ انسانوں میں ایک عام انسان کی سی زندگی بسر فرمائی، اپنی تعلیمات پر خود عمل کر کے دکھایا اور اپنے پیروکاروں میں کردار کے اس معیار پر پورا اترنے کا جذبہ پیدا فرمایا، آپ بظاہر ناخواندہ تھے پھر بھی دنیا کو سب سے بڑی اور عظیم کتاب دے گئے جو سائنس سے متصادم نہیں اور بائبل میں مذکور بے سروپا اور نفرت انگیز قصے کہانیوں سے بھی پاک ہے۔ (اسلام ہی ہمارا انتخاب کیوں) ایک یورپی اسکالر ای بلائڈن لکھتا ہے "مسلم فتوحات کے نتیجے میں کالے خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی اور تعلیمات محمدی نے انسانوں کو جینے اور سر اٹھانے کا حق بخشا، عیسائیت جہاں بھی گئی وہاں انسانوں کو غلام بنایا اور طاقت اور جارحیت کے ذریعے ان کی حکومت کی گئی، محمد کا دین جہاں پہنچا وہاں حقیقی جمہوری حکومتوں کا قیام معرض وجود میں آیا، ہندوستان کی ایک سابق سیاسی لیڈر گورنر سرجنی نائڈو نے ایک موقع پر کہا" اسلام پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کی تلقین کی اور اس پر عمل کیا، اسلام میں حقیقی، خالص جمہوریت پر عمل پایا جاتا ہے جو کسی دوسرے مذہب کی پیداوار

نہیں" (حیات نو کراچی 1965ء) موسیو گاسٹن کار کا کہنا ہے" اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا کی 2/3 حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو پہنچائے ہیں، روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا مسلمان نیست و نابود ہوگیے قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہے گا؟ ہرگز نہیں" (البلاغ بیروت 1430ھ) ای بلاڈن لکھتا ہے" سچا اور اصلی اسلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس نے طبقہ اناث (خواتین) کو وہ حقوق دئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو انسانی تاریخ میں نصیب ہوئے تھے نہ اس کے بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اس کی تعلیمات کو کن الفاظ میں سراہا جاسکتا ہے وہ حقیقی انقلاب جو ذہن بدل دے، دل بدل دے اس کی تعریف کیسے ممکن ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی فتوحات کو الفاظ کے پیرایے میں سمونا ناممکن ہے" (Christianity Islam and the Negro race 1969) بی اسمتھ نے پیغمبر اسلام کے متعلق کہا" کسی مذہبی رہنما اور مذہب کی حقیقت کا اندازہ اس کے نام لیواؤں اور پیروکاروں کے اعمال سے لگایا جاسکتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، یروشلم میں کسی گھر یا مکان کو نقصان نہیں پہنچا، میدان کارزار کے سوا یروشلم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا، 1099ء میں عیسائیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا اور مسلمانوں کے گھروں اور املاک کی اینٹ سے اینٹ بجادی، تین روز تک مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، ستر ہزار مسلمان بچے، بوڑھے، عورتیں اور جوان قتل کئے گئے ان میں دس ہزار وہ تھے جنھیں مسجد عمر میں ہلاک کیا گیا، جب مسلمانوں نے یروشلم فتح کیا تو وہ ثابت کر رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لیے فضل و رحمت بن کر آئے تھے" (پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں ص 10) برٹرینڈ رسل کہتا ہے" عیسائیت اور اس کے علمبرداروں نے ہمیشہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف باطل (منفی) پروپیگنڈہ جاری رکھا ہے جب کہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم انسان اور فقید المثال مذہبی رہنما تھے، وہ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو بردباری، مساوات اور انصاف کی بنیادوں پر کھڑا ہے" (Why I am not a christian) ایک برطانوی مصنف جے ڈبلیو گراف لکھتا ہے" قرآن وہ کتاب ہے جس کے الہامی ہونے پر بے شمار دلائل موجود ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ واحد رسول ہیں جن کی زندگی کا کوئی حصہ ہم سے مخفی نہیں، اسلام ایک ایسا فطری اور سادہ مذہب ہے جو اوہام و خرافات سے پاک ہے، قرآن نے اس مذہب کی تعلیم پیش کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر عمل کرکے دکھایا، قول و عمل کا یہ حسین امتزاج کہیں اور نظر نہیں آتا" (دین و دنیا دہلی مارچ) بالآخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف اور دین متین کی تعریف ہر انصاف پسند دانشور نے کی ہے، مشہور مقولہ ہے" الفضل ما شھدت بہ الاعداء" یعنی فضل و کمال وہ ہے دشمن بھی جس کی شہادت دے، بانی اسلام کے اخلاق کریمانہ ہی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی لوگ جوق در جوق آغوش اسلام میں پناہ گزیں ہو رہے ہیں، بس قوم مسلم کو ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کا صحیح طور و طریقہ اپنائیں اور پیغمبر اسلام کی زندگی صحیح معنوں میں لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ لوگ دیکھ کر کہیں کہ جب امتی ایسے ہیں تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے ہوں گے یاد رہے دارین کی سعادت اطاعت محمدی میں ہے۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ مبارک و مسعود جماعت ہے جن کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کا جب بھی ذکر کیا جائے خیر ہی کے ساتھ کیا جائے، ان میں کسی ایک کی شان میں بھی ادنیٰ سی توہین ایمان کی تباہی کا باعث ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان جو مشاجرات واقع ہوئے وہ اجتہاد پر مبنی تھے۔ اس لیے ماوشما کو حق نہیں کہ ان ذوات قدسیہ میں کسی کی شان میں بھی تنقیص و توہین کریں۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ کے سلسلہ میں سکوت اختیار کریں۔ جنگ صفین میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ علیہ تعالیٰ عنہ خطائے اجتہادی پر تھے۔ اور خطائے اجتہادی کوئی ننگ و عیب نہیں بلکہ باعث اجر ہوتی ہے۔

قاضی ابو بکر الباقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یجب ان یعلم انّ خیر الامة اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وافضل الصحابة الخلفاء الراشدین الاربعة رضی الله تعالیٰ عن الجمیع وارضاهم ،و یجب الکف عن ذکر ماشجر بینهم والسکوت عنه لقوله صلی الله علیه وسلم " ایاکم وماشجر بین اصحابی" ویجب ان یعلم ان ماجری بین اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ورضی عنهم من المشاجرات ،نکفّ عنه ،ونرحم علی الجمیع ،نثنی علیه ونسال الله تعالیٰ لهم الرضوان و الامان والفوز والجنان ،ونعتقد انّ علیّاً رضی الله تعالیٰ عنه اصحاب فیما فعل وله اجران ، وانّ الصحابة رضی الله عنهم انّما صدر منهم ماکان باجتهادهم فلهم الاجر ولا تفسّقون ولا تبدّعون، والدلیل علیه قوله تعالیٰ "رضی الله عنه ورضوا عنه"

ترجمہ: واجب ہے کہ ہم جان لیں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد امت میں سب سے افضل صحابہ کرام ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل خلفائے اربعہ ہیں۔ اور جو کچھ ان کے مابین مشاجرات ہوئے ان میں کف لسان کرنا اور سکوت اختیار کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میرے صحابہ کے مشاجرات میں کلام کرنے سے بچو" اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جو امور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین واقع ہوئے اس سے ہم کف لسان کرے، اور ان تمام کے لیے رحمت کی دعا کریں، تمام کی تعریف کریں، اور اللہ تعالی سے ان کے لیے رضا، امان، کامیابی اور جنتوں کی دعا کرتے ہیں، اور اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان امور میں اصابت (حق) پر تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ان معاملات میں دو اجر ہیں، اور صحابہ کرام علیہم

الرضوان سے جو صادر ہوا وہ ان کے اجتہاد کی بنیاد پر تھا ان کے لیے ایک اجر ہے، نہ ان کو فاسق قرار دیا جائے گا اور نہ ہی بدعتی۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ [الانصاف فی ما یجب اعتقادہ ص:۶۴-۶۵]

دونوں (علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مراتب میں بھی بڑا فرق ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب (عشرہ مبشرہ وغیرہ) کے بعد ہے۔ اور حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شان منیع (عظمت و منزلت) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے صبا رفتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو، تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کرسکیں۔ مگر فضل صحبت (و شرف صحابیت و فضل) و شرف سعادت خدائی دین ہے۔ جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کرسکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں۔ [فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 370، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور]

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے واضح اور عیاں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ و مقام میں بڑا فرق ہے کہ برق رفتار گھوڑا ہزاروں سال مسلسل سال دوڑتا رہے تب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرق مراتب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فرق مراتب بے شمار
حق بدست حیدرِ کرار
مگر معاویہ بھی ہمارے سردار
طعن ان پر بھی کارِ فجار

جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ کے سبقت و اوّلیت و عظمت و اکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی اور جو حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ کی محبت میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت و نسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی یہی روش آداب بحمد للہ تعالیٰ ہم اہل توسط و اعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔ [فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 199، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور]

امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت کا ما حصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کے مقام و مرتبہ میں بڑا فرق ہے۔ حق تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بر بنائے صحابیت ہمارے سر کے تاج ہیں اور ان پر طعن و تشنیع فاسق و فاجر کا کام ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شان امیر معاویہ کی آڑ میں فضیلت مولیٰ علی کو ٹھکرائے تو وہ ناصبی ہے اور جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل بیان کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی و بے ادبی کرے وہ شیعی رافضی ہے۔

اللہ جل و علا ہم تمام کو جملہ صحابہ و اہل بیت سے سچی پکی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عید غدیر وحدیث غدیر کی حقیقت

عبدالقادر مصباحی جامعی
خادم جامعہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ

روافض اور اہل تشیع ۱۸/ ذی الحجہ کو عید غدیر مناتے ہیں اور اس کی وجہ اور سبب یہ بتاتے ہیں کہ اسی دن غدیر خُم کے مقام پر رسولِ دو جہاں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین مولیٰ المسلمین مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں (جامع الترمذی :حدیث: ۳۷۱۳، أبواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب) فرما کر آپ کو منصب امامت خلافت سے نوازا یہی وجہ ہے کہ وہ اس حدیث کی بنیاد پر حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خلیفہ بلافصل و امام اول مانتے اور اس دن عید مناتے ہیں۔ لیکن حقیقت شاید یہ ہے کہ وہ یہ عید حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خوشی میں مناتے ہیں اسی لیے وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو غاصب اور خائن گردانتے کے ساتھ ہی ساتھ ان کو گندی گندی گالیاں اور ان کے شان ارفع واعلی میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ جب کہ اس حدیث غدیر کا تعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ بلافصل و امام اول ہونے سے کچھ بھی نہیں۔ کیوں کہ حدیث مذکور میں لفظ "مولیٰ" کا وہ معنیٰ مراد ہے ہی نہیں جسے روافض اور شیعہ نے سمجھا ہے اور نہ ہی یہ معنیٰ کسی بھی کتاب میں مکتوب وموجود ہے۔

چوں کہ روافض اور شیعہ نے حدیث مذکور میں لفظ "مولیٰ" کی بنیاد پر حضرت علی کو امام اور خلیفۂ بلافصل تسلیم کیا ہے اس لیے آپ کی بارگاہ میں لفظ "مولیٰ" کی مختصر سی تشریح وتوضیح کتبِ لغات، تفاسیر و احادیث سے پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

چناں چہ بہت ہی جلیل القدر محدّث امام ابن اثیر جزری رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی: ۶۰۶ھ نے نہایۃ فی غریب الحدیث والاثر میں لفظ "مولیٰ" کے پندرہ سے زیادہ معانی رقم فرمائے ہیں لیکن ان معانی میں "مولیٰ" کا معنیٰ امام یا خلیفہ نہیں تحریر فرمایا۔ (النہایۃ: ج: ۹، ص: ۴۴۹۷) امام ابوالفضل جمال الدین افریقی مصری علیہ الرحمہ متوفی: ۷۱۱ھ نے لسان العرب میں "مولیٰ" کے بہت سے معانی تحریر کیے لیکن ان معانی میں "مولیٰ" کا معنی حاکم یا خلیفہ کہیں نہیں لکھا۔ (لسان العرب: ج: ۱۵، ص: ۴۰۹)

آل رسول فرزند بتول اولاد مولیٰ علی حضرت سید مرتضیٰ حسین بلگرامی زبیدی مصری متوفی: ۱۲۰۵ھ جو کہ عظیم محدث لغوی اور علم الانساب کے ماہر تھے انہوں نے اپنی کتاب تاج العروس من جواہر القاموس میں "مولیٰ" کے ۲۱/ معانی رقم فرمایا لیکن ان میں کسی بھی جگہ "مولیٰ" کا معنی امامت یا خلافت نہیں لکھا۔ (تاج العروس

من جواہر القاموس: ج:۴۰،ص:۲۴۵-۲۴۶)

المنجد کے اندر لفظ" مولٰی" کے معانی: سردار، غلام آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، انعام دینے والا، جس کو انعام دیا جائے، محبت کرنے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، مہمان، شریک، بیٹا، چچا کا بیٹا، بھانجا، چچا، داماد، رشتہ دار، ولی اور تابع ہیں یعنی صاحب منجد نے" مولٰی" کے بیس معانی لکھے لیکن اس میں کہیں بھی مولٰی کا معنی امام یا خلیفہ نہیں لکھا۔(المنجد:ص:۹۹۹)

زبان اردو میں بہت ہی مشہور و معروف لغت" فیروز اللغات" میں" مولٰی" کے معانی: مالک، آقا، صاحب، والی، سردار، خدائے تعالٰی، بادشاہ، سلطان، حاکم، شہنشاہ، آزاد کیا ہوا غلام، مددگار، معاون، دوست، شریک، ساتھی، یار، ہمسایہ، پڑوسی، حضرت اور جناب لکھا ہے لیکن اس میں بھی مولٰی کا معنی کہیں امام یا خلیفہ بلافصل نہیں لکھا ہے۔(فیروز اللغات:ص:۱۳۱۷)

قارئین کرام ابھی آپ اصحاب لغت کی نظر میں" مولٰی" کے معانی سے آگاہ ہوئے اب مفسرین کرام نے" مولٰی کا جو معنی بیان فرمایا ہے وہ بھی آپ کی بارگاہ میں نذر کیے جاتے ہیں۔(۱): عظیم مفسر قرآن حضرت ابو جعفر محمد بن جریر طبری رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی: ۳۱۰ھ نے اپنی کتاب تفسیر طبری میں" مولٰی" کا معنی ولی (دوست) اور ناصر (مددگار) سے کیا۔(تفسیر طبری: ج:۱۲،ص:۱۵۴)

(۲): امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی ۵۱۶ھ نے اپنی تصنیف جلیل تفسیر بغوی میں" مولٰی" کا معنی ولی (دوست) اور مددگار لکھا۔(تفسیر بغوی: ج:۴،ص:۳۳۷)

(۳): رازی زماں امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی: ۶۰۴ھ نے اپنی کتاب تفسیر رازی میں" مولٰی" کا معنی ولی (دوست) اور ناصر (مددگار) تحریر فرمایا۔(تفسیر رازی: ج:۱۰،ص:۵۷۰)(۴): کبار مفسرین میں سے امام قرطبی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی ۶۷۱ھ نے اپنی مایہ ناز کتاب تفسیر قرطبی میں" مولٰی" کا معنی ولی (دوست) اور ناصر (مددگار) ہی لکھا۔(تفسیر قرطبی: ج:۱۸،ص:۱۸۹)(۵): ابو البرکات نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ نے تفسیر نسفی میں مولٰی کی تفسیر و تشریح میں دوست اور مددگار فرمایا۔(تفسیر نسفی:ص:۱۲۳۹)(۶): اسی طرح صاحب تفسیر خازن امام علاؤ الدین خازن شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی ۷۴۱ھ نے لباب التاویل فی معانی التنزیل جو کہ تفسیر خازن سے مشہور و متعارف ہے اس میں فرمایا مولٰی کا معنی دوست اور مددگار ہے۔(تفسیر خازن: ج:۴،ص:۴۱۵)مذکورہ چھ مفسرین نے" مولٰی" کا معنی دوست اور مددگار لکھا ہے اب ان مفسرین کو بھی ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے" مولٰی" کا معنی صرف اور صرف مددگار تحریر کیا ہے۔

چنانچہ امام ناصر الدین بیضاوی شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی: ۶۹۱ھ نے اپنی بہت ہی معتبر و مستند کتاب تفسیر بیضاوی میں" مولٰی" کا معنی ناصر (مددگار) لکھا۔(تفسیر بیضاوی: ج:۵،ص:۲۲۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی) خطیب المفسرین قاضی القضاۃ مفتی سلطنت عثمانیہ شیخ ابو سعود حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی ۹۸۲ھ نے اپنی تصنیف عنیقہ تفسیر سعود میں" مولٰی" کا معنی " ناصر" (مددگار) لکھا۔(تفسیر ابی سعود: ج:۵،ص:۳۵۱، مکتبۃ الریاض الحدیثیہ ریاض) خاتم المحققین عمدۃ المدققین مرجع اہل عراق و مفتی بغداد علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ متوفی: ۱۲۷۰ھ نے تفسیر روح المعانی میں" مولٰی" کا معنی

"ناصر" یعنی مددگار لکھا۔ (تفسیر روح المعانی: ج: ۲۸، ص: ۱۵۳، مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت لبنان) اور اسی طرح صاحب تفسیر جلالین نے لفظ "مولیٰ" کی تشریح میں ناصر (مددگار) لکھا۔ (تفسیر جلالین: ص: ۳۷۰)

قارئین کرام جب آپ کو مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہوگیا کہ "مولیٰ" کا معنی امام اور خلیفہ بلافصل نہیں تو اب آپ کی بارگاہ میں بزرگوں کے وہ فرمودات بھی پیش ہیں جس میں حدیث غدیر کہ صحیح ترجمانی ہے۔ امام ابوالیسر بزدوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی: ۴۹۳ھ اصول الدین میں حدیث رسول "من كنت مولاه فعلّى مولاه" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رہی بات حدیث ولایت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو اس سے بھی استدلال کرنا درست نہیں۔ اس لیے اس میں لفظ "مولیٰ" کو ذکر کر کے اس سے مددگار مراد لیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں لفظ "مولیٰ" سے آقا اور غلام آزاد کرنے والا تو مراد نہیں لیا جاسکتا ہے، اور محب محبوب کے الفاظ سے استحقاق خلافت کا ثبوت نہیں فراہم ہوتا۔ اسی وجہ سے ہم بھی یہی کہتے ہیں اس حدیث سے جناب علی المرتضیٰ کی رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔ (اصول الدین مترجم: ص: ۵۱۲، پروگریسو بکس لاھور) سراج الھند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ متوفی: ۱۲۳۹ھ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس حدیث کا مطلب حضرت علی کی دوستی کو واجب ٹھہرانا اور دشمنی سے ڈرانا لکھا۔ (تحفہ اثناء عشریہ مترجم: ص: ۴۱۹)

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ نے "من كنت مولاه فعلى مولاه" کے تحت سیف المسلول میں فرمایا: حدیث مذکور میں "مولیٰ" سے مراد محبوب ہے، حدیث کے آخری دعائیہ الفاظ اس پر قرینہ ہیں، حدیث میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں جو اس بات کا قرینہ بن سکے کہ "مولیٰ" سے مراد امام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "میں جس کا مولیٰ ہوں" اس کے بعد والی بات کو سامعین کے ذہن میں پختہ کرنے کی غرض سے ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موقعہ پر امامت علی ہی کا اعلان فرمارہے ہوتے تو اس سے صریح اور واضح تر لفظ میں امامت کا اعلان کر سکتے تھے۔ (السیف المسلول مترجم: ص: ۲۴۵)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مطلع القمرین میں لکھتے ہیں: "جس کا میں مولیٰ اس کا یہ مولیٰ الٰہی دوست رکھ اسے جو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی کرے (یہ) حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علمائے شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا" اھ (رسالہ مطلع القمرین: ص: ۷۱، کتب خانہ امام احمد رضا)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ متوفی: ۱۳۵۶ھ نے تصفیہ میں فرمایا: خم غدیر کے واقعہ کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالی: "من كنت مولاه فعلى مولاه" اھ یہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی وجہ سے تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ علی سے دوستی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوستی ہے۔ اور علی سے عداوت حضور کے ساتھ عداوت ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: بریدہ اسلمی کے بیان واقعات ومبشرات اور اپنے مقام پر بیان شدہ نصوص قرآنیہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ خم غدیر والی حدیث کو سیدنا علی کی خلافت بلافصل سے کوئی تعلق نہیں (اور) سیدنا علی حدیث خم غدیر کو اپنی خلافت کے لیے سند نہیں

سمجھے ہوئے تھے۔ (تصفیہ مابین سنی وشیعہ: ص: ۳۳-۳۴)
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح میں: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“ اھ کے تحت لکھتے ہیں: یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس کے خلیفہ تھے اور جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے؟ ہاں آپ محبوب، مددگار اور دوست ہر مومن کے ہیں“ اھ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج ۸، ص: ۳۴۷، مناقب علی بن ابی طالب فصل الثانی: حدیث: ۵۸۲۴)

اس حدیث کے متعلق مزید تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث شریف کی تقریب کے متعلق بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا علی کو لشکر دے کر یمن بھیجا تھا، اور میں بھی اس لشکر میں تھا، فتح کے بعد جب خمس (مال غنیمت کا وہ حصہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل بیت نبی وغیرہ کے لیے تھا) غنائم سے علٰحدہ کیا گیا تو سیدنا علی نے قیدیوں میں سے ایک نہایت خوبصورت لونڈی لے کر اپنی صحبت میں رکھ لی۔ ان کے ایسا کرنے سے میرے دل میں ان کی طرف سے کدورت اور انکار پیدا ہوا۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم نے دیکھا یہ مرد (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا کر رہا ہے؟ اور سیدنا علی سے بھی میں نے کہا یا ابا الحسن آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ جاریہ (لونڈی) قیدیوں کے خمس اور مال غنیمت میں آئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حصہ میں سے علی کے حصہ میں آگئی اور میں نے اسے اپنی صحبت میں رکھا ہے۔ گویا حضور کے خمس ذوی القربی کے تقسیم کرنے کا اذن سیدنا علی کو حاصل تھا۔ بریدہ کا بیان ہے کہ جب واپسی پر میں خم غدیر میں حضور نبوی میں حاضر ہوا تو میں نے وہاں بھی یہ ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا: ”اے بریدہ! شاید تو نے علی کو دشمن جانا“ میں نے عرض کیا ہاں رسول اللہ، اس پر حضور نے فرمایا: اے بریدہ! علی کو دشمن نہ سمجھ اور اگر پہلے اس سے کچھ محبت رکھتا ہے تو اب اس سے زیادہ محبت رکھ۔ علی کا حصہ خمس میں سے اس لونڈی کے علاوہ اور بھی تھا۔ حضرت بریدہ سے اسی واقعہ کی ایک روایت یہ بھی ہے: کہ میری بات سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور حضور نے فرمایا: ”اے بریدہ! علی کی طرف سے بدگمان نہ ہو۔ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں (کمال انجام میں) اور وہ تمہارا مولیٰ ہے کیونکہ جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔

خم غدیر کے واقعہ کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کا ارشاد عالی: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“ اھ بریدہ کی شکایت کی وجہ سے تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ علی سے دوستی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوستی ہے اور علی سے عداوت حضور کے ساتھ عداوت ہے۔ (تصفیہ مابین سنی وشیعہ: ص: ۳۳)

اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ حدیث غدیر کا مقصد بریدہ اسلمی کے اعتراض کا ازالہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور آپ کے حسن اخلاق و کردار کو بیان کرنا تھا اور یہ ایک وقتی مسئلہ تھا نہ کہ مسئلہ خلافت و امامت کا ذکر۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے، امیر المومنین مولیٰ

المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے سیدنا حسن مثنّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی: ۹۷ھ سے کہا کہ حدیث غدیر تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے حوالے سے واضح تھی پھر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں مسند خلافت حاصل نہ کیا تو حضرت حسن مثنّٰی نے جو جواب دیا وہ طبقات ابن سعد اور کچھ فرق کے ساتھ سیف المسلول میں موجود ہے: حضرت حسن مثنّٰی فرماتے ہیں کہ:

اَمَا وَاللّٰهِ لَو يعنى بذالك الامرة والسلطن لا فصح لهم بذالك كما افصح لهم بالصلٰوة والزكٰوة وصيام رمضان وحج البيت ويقال لهم ايهاالناس هٰذا وليكم من بعدى فان افصح الناس كان للناس رسول الله صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ: اگر اس جملہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد امارت اور سلطنت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز، زکوۃ، روزہ رمضان، اور حج بیت اللہ کی طرح واضح طور پر اس کا حکم صادر فرماتے اور فرما دیتے کہ اے لوگو! علی میرے بعد تمہارے حاکم و خلیفہ ہیں۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ فصیح (اور افصح الناس) تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج:۵، تحت تذکرہ حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما/ السیف المسلول مترجم: ص: ۲۴۵)

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حدیث غدیر کو اپنے خلافت پر حجت نہی مانتے تھے اسی لیے جب آپ مسند خلافت پر تشریف فرما ہوئے اور کسی نے کہا اے علی! آپ کو تو غدیرِ خُم کے موقع پر امامت و خلافت حضور نے سونپا تھا اور آپ کو خلیفہ بلا فصل بنایا تھا تو پھر بھی آپ نے اپنا حق کیوں نہیں حاصل کیا اور آپ نے کیوں حضرت ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق اعظم ان کے بعد عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مسند خلافت پر بیٹھنے دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اور اس کے ہم نواؤں کو جو دنداں شکن جواب دیا وہ علامہ علاؤ الدین متقی ہندی برہان پوری علیہ الرحمہ متوفی: ۹۷۵ھ نے اپنی کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال میں اس طرح تحریر فرمایا: "عن قيس بن عبادة قال: قال على بن ابى طالب والذى فلق الحبة وبرأ النسمة لو عهد إلّى رسول الله عهدا لجالدت ولم اترك ابن ابى قحافة يرقى درجة واحدة من منبره"

یعنی قیس بن عبادہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جو دانے سے شگوفہ نکالتا ہے اور شگوفہ کو درخت بناتا ہے، قسم ہے اس ذات کی جو روحوں کو پیدا کرنے والا ہے اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خلافت کے بارے میں) مجھ سے کوئی بھی عہد لیا ہوتا تو (مسند خلافت کو حاصل کرنے کے لیے) میں لڑائی کرتا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پورے منبر رسول پر بیٹھنا تو درکنار ان کو ایک سیڑھی پر بھی نہ بیٹھنے دیتا۔ (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: حدیث: ۱۴۱۵۲، ج: ۵، ص: ٦٥٦) ان دلائل و شواہد کے باوجود روافض شیعہ اور ان کے ہمنوا اگر اب بھی اسی بات پر بضد ہیں کہ حدیث غدیر میں "مولیٰ" سے مراد امامت و خلافت ہی ہے تو احقر کہتا ہے کہ وہ ان احادیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں جس میں رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو بھی ”مولیٰ“ فرمایا یا خود کسی صحابی نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مولیٰ کہا مثلاً حضور نے زید بن حارثہ کو اپنا ”مولیٰ“ فرمایا اور یہ روایت بخاری شریف میں اس طرح موجود ہے: " قال البراء عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت مولانا واخونا" اھ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ حضور نے زید بن حارثہ سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔ (صحیح البخاری: حدیث: ۳۷۳۰، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب زید بن حارثۃ مولیٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسے ہی حضرت سفینہ نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مولیٰ فرمایا جیسا کہ ابن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین روم میں لشکر سے بچھڑ گئے، یا انہیں قید کرلیا گیا، وہ لشکر کی تلاش میں دوڑنے لگے تو اچانک شیر سے سامنا ہوگیا، انہوں نے فرمایا: اے ابو الحارث! (یہ شیر کی کنیت) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام ہوں)، میرے ساتھ یہ یہ مسئلہ بنا ہے، شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے سامنے آیا، حتیٰ کہ وہ آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا، جب وہ کہیں سے (خوفناک) آواز سنتا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوجاتا، پھر وہ ان کی طرف آجاتا حتیٰ کہ وہ لشکر کے ساتھ جا ملے پھر شیر واپس چلا گیا۔ (مشکوۃ المصابیح: حدیث: ۵۹۴۹ / شرح السنۃ: حدیث: ۳۷۳۲، ج: ۱۳، ص: ۳۱۳) تو کیا روافض وغیرہ ان احادیث میں بھی لفظ ”مولیٰ“ کے وہی معنی مراد لیں گے جو حدیث غدیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لیتے ہیں یقیناً یہ مراد نہیں لیں گے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ حدیث غدیر میں بھی ”مولیٰ“ کا معنی امامت وخلافت نہیں، تو جب حدیث غدیر کا کوئی بھی تعلق امامت وخلافت علی سے نہیں تو پھر اس کو بنیاد بنا کر حضرت علی کو پہلا خلیفہ ماننا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غاصب و خائن کہنا اور عید غدیر منانا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ عوام اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ نہ عید غدیر منائیں اور نہ ہی اس کہ مبارک بادی دیں کیوں کہ یہ روافض کا شعار اور شیعہ کا طریقہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: ”من تشبہ بقوم فھو منھم" جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کیا وہ انہیں میں سے ہے۔ آخر میں یہ بھی عرض ہے کہ ہمارے بہت سارے شعرا، خطبا اور نقبا وغیرہ محافل، مجالس اور کانفرنسوں میں مولیٰ علی یا؛ علی مولیٰ کا نعرہ لگاتے اور لگواتے ہیں اور لگوانا بھی چاہیے کیوں کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صرف مولیٰ ہی نہیں بلکہ مولی المومنین والمسلمین اور مولائے کائنات ہیں، لیکن دورِ حاضر میں مولیٰ علی یا؛ علی مولیٰ کا نعرہ لگاتے وقت یہ واضح کردینا بھی بہت ضروری ہے کہ سنی جو حضرت علی کو مولیٰ علی کہتے ہیں وہ اس لیے نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ بلافصل یا امام اول ہیں بلکہ اس لیے مولیٰ کہتے ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے مومنوں کے دوست اور مددگار ہیں۔ لھذا جو بھی آپ کو پہلا خلیفہ مانتا ہے وہ اجماع امت اور بہت سی نصوص کی مخالفت کرنے والا اور بحکم شرع گمراہ و بدمذہب ہے۔

طالب دعا: عبدالقادر مصباحی جامعی
ساکن: مہپیت گنج ضلع گونڈہ یوپی انڈیا
خادم جامعہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ یوپی
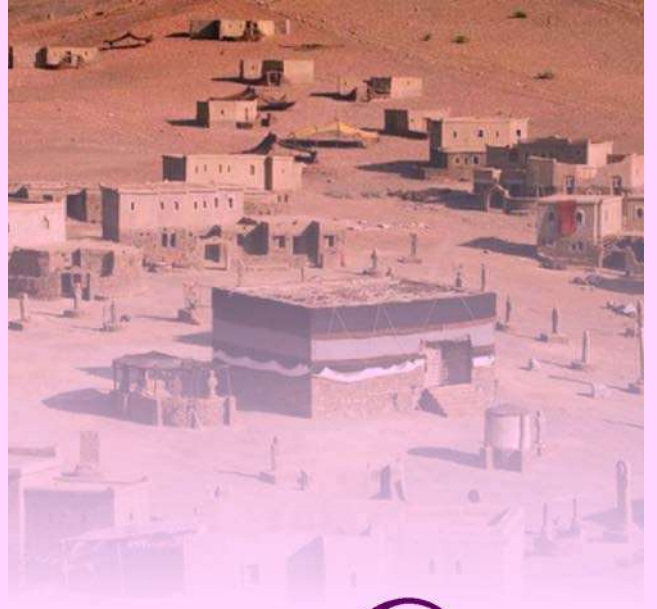
محمد آصف رضا علیمی امجدی
صدر المدرسین جامعۃ المصطفیٰ غوث الوریٰ طیبہ نگر

ربیع الاول کا مہینہ تھا دوشنبہ کا دن تھا اور صبح صادق کی ضیا بار سہانی گھڑی تھی رات کی بھیانک سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا جب مکہ کے سردار حضرت عبد المطلب کی جواں سال بیوہ بہو کے حسرت و یاس کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا یعنی جس سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا اسی سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ہمارے آقا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی بقول قاضی سلمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللعالمین اس دن انگریزی تاریخ 22 اپریل 571ء تھی

جو ہندی مہینوں کے حساب سے یکم جیٹھ 628 بکرمی بنتی ہے۔ پیدائش کے وقت کے عجائبات مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر جب آمنہ کے لعل حضرت عبد اللہ کے لخت جگر کی جلوہ گری ہوئی تو اسی دن سے انوار و برکات کے نظارے دیکھنے کو ملنے لگے اور آپ کے نور سے سارا عالم روشن و منور ہو گیا حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ بیان کرتی ہیں کہ میں ولادت مصطفی کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ ستارے لٹک آے اور زمین حرم سے اس قدر قریب ہو گئے کہ معلوم پڑتا تھا وہ زمین پر گر پڑیں گے، پیدایش ہی کی شب سارے بت سرنگوں ہو گیے، فارس کی آگ جو دو ہزار برس سے روشن تھی یکا یک بجھ گئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں مجھے عورتوں کی طرح جب دردزہ کا احساس ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس کر رہا ہے جس سے میرا پورا خوف اور درد جاتا رہا پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جسے میں نے پی لیا وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا پھر ایک بلند نور کے ہالے نے مجھے گھیر لیا میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد و قامت حسن سیرت وصورت میں عبد مناف کی بیٹیوں کے مشابہ تھیں انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں اور

انہیں اس ولادت کی خبر کس نے دی تو انہوں نے کہا کہ وہ آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔
اسی دوران میں نے سفید ریشم کا ایک ٹکڑا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلا دیا گیا اس وقت ایک کہنے والا کہ رہا تھا کہ انہیں اپنے ساتھ لیکر لوگوں کی نگاہ سے دور ہو جاؤ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ تعظیما ہوا میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں ہیں پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنہوں نے آ کر میرے حجرہ کو ڈھانپ لیا ان کی چونچیں زمردکی اور پر یاقوت کے تھے، حضرت آمنہ ہی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات کو دور فرمادیا تو میں نے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کرلیا اور میں نے تین جھنڈے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر نصب پایا۔ان تفصیلات کو متعدد ائمہ تفسیر وحدیث کے علاوہ علامہ ابن ہشام نے سیرت ابن ہشام میں، ابن کثیر نے سیرت ابن کثیر میں، امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں، امام محمد بن عبد الباقی زرقانی نے شرح المواہب میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے۔

محمد آصف رضا علیمی امجدی
صدر المدرسین جامعۃ المصطفی غوث الوریٰ طیبہ نگر
بھلنی عیدگاہ بازار سمیتی دربھنگہ بہار

منقبت سرکار براؤں

حضور شعیب الاولیاء الشاہ محمد یار علی
لقد رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

آپ کی ایسی ہے عظمت حضرت یار علی
غیر بھی کرتے ہیں عزت حضرت یار علی

رکھا چالیس سال تک تکبیر اولی کا خیال
آپ نے کی یوں عبادت حضرت یار علی

کیوں براؤں میں نزولِ رحمتِ باری نہ ہو
آپ کی اس جا ہے تربت حضرت یار علی

علم و حکمت کا بنا جو گلستاں فیض الرسول
ہے بنا تیری بدولت حضرت یار علی

عاشقوں کے واسطے ہے مرجع و آماج گاہ
آپ کی پرنور تربت حضرت یار علی

آپ کی نسبت کی برکت سے بڑھی ہے دہر میں
فیضیوں کی قدر و قیمت حضرت یار علی

صاحبانِ تاج ہیں کاسہ بکف در پر ترے
واہ رے شانِ سخاوت حضرت یار علی

زندگی بھر مذہب و ملت کی خدمت خوب کی
اس لیے نازاں ہے خَلقت حضرت یار علی

میں گل فیضی ہوں اور گلشن مرا فیض الرسول
اور اس گلشن کی نکہت حضرت یار علی

اپنے قد سے بڑھ کے حاتم کر رہا ہے آرزو
بخش دیں اس کو زیارت حضرت یار علی

از: عبد المبین حاتم فیضی

صدقات وخیرات کی فضیلت

از (عبید رضوی) مولانا محمد کوثر رضوی مرکزی
بہرائچ شریف یوپی

جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ کی راہ میں غربا و مساکین کو دیا جاتا ہے، یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے، اسے ''صدقہ'' کہتے ہیں۔ صدقے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا۔ صدقے کی قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے مصائب اور تکالیف کے رفع کرنے میں صدقہ بہت مؤثر ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں صدقہ و خیرات کا بہت ذکر آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے، اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے، نہ دوستی اور شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں''۔ (البقرہ)

اسی سورہ میں ایک اور مقام پر فرمایا: ''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں، انکا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے''۔ (البقرہ) پھر فرمایا: ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے''۔ (البقرہ)

قرآن حکیم میں یہ بھی آیا کہ ''اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا''۔ (الحدید)

پھر ایک اور سورہ میں فرمایا: ''اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے''۔ (المنافقون) احادیث میں صدقہ و خیرات کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا تا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمہارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔

اس کے فضائل میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اَبر ایک کنارہ کو ہوگیا اور اُس نے پانی سنگستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا کُھرپیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو اُس نے اَبر میں سے سُنا۔

اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟

اُس نے کہا، میں نے اُس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟

جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درہم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ ”ایک لقمہ روٹی اور ایک مُٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔

صدقہ بری موت سے بچاتا ہے موت کے وقت نزع میں کبھی کبھی ایسی باتیں سامنے آجاتی ہیں، جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا-لیکن خدائے تعالیٰ صدقہ دینے والے کی وقتِ نزع حفاظت فرماتا ہے اور رب العالمین کے فضل و کرم سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہی ہوتا ہے-

اسی لئے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِي غَضَبَ الرَّبِ وَتَدفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ بیشک صدقہ خدا کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

قرآن کی بے ادبی کیوں؟

غلام مصطفےٰ نعیمی روشن مستقبل دہلی

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ارکان حج ادا کرنے اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں مصروف تھے عین اسی وقت اتری یوروپ میں واقع سویڈن (sweeden) نامی ملک میں قرآن عظیم کو جلانے کا بدترین عمل کیا جارہا تھا۔مغربی ممالک میں قرآن کی بے ادبی کا یہ پہلا معاملہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی قرآن کی بے ادبی کے بہت سارے معاملات سامنے آچکے ہیں لیکن یہ معاملہ اس لیے بہت زیادہ سنگین ہوجاتا ہے کہ حالیہ واقعے میں سویڈن کی کورٹ نے باضابطہ قرآن سوزی کی اجازت دی تھی جس کی بنیاد پر پولیس کی حفاظت میں راجدھانی اسٹاک ہوم (stockholm) کی جامع مسجد کے سامنے سلوان مومکا نامی ملعون نے کمیروں کے سامنے قرآن سوزی کی بدترین حرکت کو انجام دیا۔سویڈن حکومت اور کورٹ کے طرز عمل نے مسلمانوں کے تئیں مغربی دنیا کے دوغلے کردار کو ایک بار پھر بے نقاب کردیا ہے۔

مغربی دنیا کی قرآن سے نفرت:

مغربی دنیا میں آئے دن شعائر اسلام اور مقدسات اسلام کے خلاف ایسی حرکات ہوتی رہتی ہیں۔اس سے قبل 2010ء میں امریکہ کے فلوریڈا میں ایک پادری ٹیری جونز، 2011ء میں پادری میگن فلپس، 2012ء میں بگرام ائیر بیس اور گوانتانامو بے جیل میں امریکن فوجیوں کے ذریعے قرآن کریم کی بے ادبی کے واقعات منظر عام پر آئے تھے۔سویڈن کے پڑوسی ملک میں ڈنمارک میں سٹرام کرس (stram kurs) نامی سیاسی پارٹی باضابطہ کئی شہروں میں اجتماعی طور پر قرآن سوزی کی بدترین حرکتیں کرتی رہی ہے۔اپریل 2022ء میں اس پارٹی کے لیڈر راسموس پالوڈن (Rasmus paludan) نے ڈنمارک کے مختلف شہروں میں قرآن کریم کو جلایا تھا جس کی وجہ سے ڈنمارک میں شدید فسادات برپا ہوئے تھے۔ان واقعات کا سب سے بدترین پہلو بھی یہی تھا کہ ان سارے حادثات کو ان ممالک کی عدالتوں نے آزادی اظہار رائے (Freedom of expression) کے تحت قانوناً جائز قرار دیا تھا۔سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر مغربی دنیا قرآن کریم کی بے ادبی کیوں کرتی ہے؟ ان کے اس جارحانہ اقدام کو ردعمل کا نام بھی نہیں دیا جاسکتا کہ آج تک مسلم دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی مذہبی شخصیت یا مذہبی کتاب کی توہین کا کوئی ایک واقعہ بھی دیکھنے/سننے میں نہیں آیا۔حتی کہ قرآن سوزی کے مسلسل واقعات کے بعد بھی انتقامی طور پر بھی کس مسلمان کی جانب سے مذکورہ افراد/ممالک کی مذہبی کتب/شخصیات کی توہین کرنا تو دور اس کی دھمکی بھی نہیں دی گئی۔اس کے باوجود اگر غیر مسلم حکومتیں/تنظیمیں اور افراد یہ حرکات کرتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ دو ہیں:

1۔اسلام کے مقابلہ سے عاجزی

2۔سیاسی مفادات کا حصول

سیاسی وعسکری محاذ پر مسلمانوں کی کمزوری کے باوجود مذہبی ترویج واشاعت کے میدان میں مسلمان دیگر اقوام سے میلوں آگے ہیں۔طبقہ اول سیاسی وعسکری غلبے اور تمام تر سازشوں کے باوجود اسلام کے مقابلے سے خود کو عاجز محسوس کرتا ہے۔

اسلام کی مقبولیت اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اُنہیں بہت زیادہ کھٹکتی ہے۔مخالفین جب اسلام کا علمی وعقلی مقابلہ کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اپنی جھلّاہٹ اور غصہ نکالنے لیے شعائر اسلام/مقدسات دین کی توہین اور بے ادبی پر اتر آتے ہیں۔مسلمان خاموش رہیں تو ان کی ہمتیں اور بڑھتی ہیں اور رد عمل ظاہر کر دیں تو شدت پسندی اور دہشت گردی کا الزام لگا کر معصوم بننے کی ایکٹنگ کرنے لگتے ہیں۔طبقہ دوم میں وہ لوگ ہیں جو اپنے ممالک/حلقوں میں سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے اسلام دشمنی کو ایک ٹول (Tool) کی طرح استعمال کرتے ہیں تاکہ جذباتیت کے سہارے کم وقت اور بغیر کسی محنت کے اقتدار اور شہرت مل جائے۔اس گندی ذہنیت کے حاملین ان ممالک میں بھی اسلام کے خلاف مہم چلاتے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہے، لیکن مسلم دشمنی کے نام پر انہیں سیاست کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس لیے یہ لوگ آئے دن ایسی بدتمیزیاں کرتے رہتے ہیں۔

اس کا حل کیا ہے؟

مغربی دنیا میں آئے دن ایسی بدتمیزیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے جواب میں کچھ اسلامی ممالک وقتی طور پر متعلقہ ملک سے سفارتی شکایت درج کراتے ہیں، یا بطور احتجاج اپنا سفیر (Ambassador) واپس بلا لیتے ہیں۔زیادہ کرتے ہیں تو مسلم ممالک کی متحدہ تنظیم او آئی سی (organization of islamic cooperation) کا اجلاس بلا کر ایک مذمتی قرارداد پاس کر دی جاتی ہے۔ان تمام تر کاروائیوں کے باوجود اِسلاموفوبیا کے تناسب میں کوئی کمی نہیں آئی۔اس کا مطلب صاف ہے کہ مرض جیسا ہے علاج ویسا نہیں ہو پا رہا ہے اس لیے مرض گھٹنے کی بجائے دَم بدم بڑھتا جا رہا ہے۔کہنے کو او آئی سی میں 57 مسلم ممالک شامل ہیں۔کئی ممالک اقتصادی اور فوجی اعتبار سے خاصے مضبوط بھی ہیں لیکن نظریاتی کمزوری اور ملکی و ذاتی مفادات کی وجہ سے ضروری اقدامات کرنے سے خود کو عاجز سمجھتے ہیں اس لیے اپنے قیام سے لیکر آج تک یہ تنظیم اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکی۔اس کا کام صرف مذمتی قرارداد پاس کرنا ہے اور کچھ نہیں۔اس لیے اس محاذ پر امت مسلمہ خود کو بے بس اور بے سہارا محسوس کرتی ہے۔رہ جاتے ہیں مسلم عوام اور تنظیمیں، ان میں سے اکثریت جلسہ وجلوس کی شکل میں احتجاج کر کے اپنے حکمرانوں کا ضمیر بیدار کرنے اور مخالفین اسلام کو غیرت ایمانی دکھانے کی مخلصانہ کوشش کرتے ہیں۔یہ احتجاجات جذبہ ایمانی کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن اب ہمیں اس سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔اس محاذ پر یہ اقدامات مخالفین اسلام کا بہتر جواب ہو سکتے ہیں:

☆ ہر مسلمان قرآن سے عملی وابستگی اختیار کرے۔

☆ غیر مسلموں تک قرآن کے تراجم پہنچائے جائیں۔

☆ اہل علم خاص موضوعات پر اچھے اسلوب میں تحریر وتقریر تیار کریں۔

☆ غیر مسلموں کے مابین قرآنی موضوعات پر سیمینار اور سمپوزیم منعقد کیے جائیں۔

☆ قرآنی اسلوب کے مطابق غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات علمی اور عقلی انداز میں تیار کیے جائیں اور انہیں منظم انداز میں عام کیا جائے۔

☆ قرآن سوزی کے واقعات کو معروضی انداز میں مرتب کر کے دستاویزی شکل میں عام کیا جائے۔

☆ اس کام کے لیے تحریر وتقریر کے ساتھ ساتھ ڈاکومنٹری بھی تیار کی جائیں۔

☆ تبلیغ اسلام اور تعلیم قرآن کو ایک مشن کے طور پر اپنا نصب العین بنائیں۔

☆ قرآنی موضوعات کو ترتیب وار درج کیا جائے اور اس پر ماہرین سے کام کرایا جائے۔

تدوین قرآن، نظم قرآن اور اسلوب قرآن پر بہترین پیش کش کے ساتھ مسلسل محفلیں منعقد کی جائیں۔

مدارس میں تفسیر قرآن کے نصاب میں نئی اور مفید کتابیں شامل کی جائیں۔

☆ بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور ہر عمر کی خواتین کے لیے قرآنی واقعات اور احکام سے مفید اور آسان کتابیں/ رسالے تیار کئے جائیں۔

یاد رکھیں!

موجودہ دور میں امت مسلمہ سیاسی وعسکری محاذ پر بے حد کمزور ہے ایسے میں علما اور عوام کو اپنی سطح پر ہی اقدامات کی ضرورت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جہاں سیف وسنان کام نہیں آتے وہاں مبلغین کی تبلیغ پتھروں میں شگاف ڈال دیا کرتی ہے۔ ہمیں ایک بار پھر اپنے بزرگوں کے اسی مشن اور جذبہ کو زندہ اور بیدار کرنا ہے جس کے بوتے انہوں نے دشمنوں میں گھس کر ان کے دلوں کو موم کر ڈالا تھا۔ جذبات سچے اور ارادے پکے ہوں تو رب کائنات کسی سے بھی اپنے دین کا کام لے لیا کرتا ہے۔ اپنے حصے کا کام کرتے رہیں اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ انصاف پسند حکمرانوں کا دور آئے۔ نظام عدل قائم ہو اور ظالموں سے ان کے ظلموں کے پورا پورا حساب لیا جائے۔ یقیناً دور انصاف آئے گا کہ ایسی کوئی رات نہیں جس کی صبح نہ ہو اور ایسی کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

واقعۂ کربلا

معتبر و مستند روایات کی روشنی میں !!

تحریر: محمد تحسین رضا نوری
(شیر پور کلاں، پورن پور، پیلی بھیت)

محرم الحرام ایک معظم اور بابرکت مہینہ ہے، کیوں کہ یہ مہینہ اُن اشہر الحرم میں سے ہے جنہیں تمام اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے، اور یہ اسلامی سال کا ابتدائی مہینہ بھی ہے، اس مہینہ کے آتے ہی تمام عاشقان اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں، گاؤں، اور شہروں میں ایصال ثواب کا اہتمام و انصرام کرتے ہیں، بایں نسبت یاد امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جلسوں اور محفلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں خطبا و مقررین ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پورے جوش و خروش کے ساتھ کرتے ہیں، یہ سارے کام مستحب و مستحسن ہیں، لیکن دور جدید میں کچھ ایسی کتب کا زور و شور ہے جس میں غیر مستند اور من گھڑت روایات موجود ہیں، جن کو پڑھ کر یا خطبا کی زبانی سن کر عوام میں ماتم جیسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے، ایسی من گھڑت روایات کا بیان کرنا ناجائز ہے۔

مختصر واقعہ کربلا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال فرما جانے کے بعد یزید پلید تخت نشین ہوا، امام عالی مقام حضرت امام مسلم کا خط مل جانے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات کے وقت کوفہ روانہ ہو رہے تھے، اُدھر کوفہ کے حالات کے بارے میں یزید کو خبر دے دی گئی، یزید نے عبد اللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنا کر روانہ کر دیا، اور کہا کہ "یا تو مسلم کو شہید کرے یا کوفہ سے نکال دے" اب کیا تھا ابن زیاد کے آتے ہی اُس کے ظلم و ستم اور زبردستی کی وجہ سے کوفہ والوں نے دھیرے دھیرے حضرت امام مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا، یہاں تک کہ امام مسلم کو شہید کر دیا گیا، اُدھر راستے میں ابن اشعث کا بھیجا ہوا آدمی ملا، جس نے امام عالی مقام کو حضرت امام مسلم کی شہادت کی خبر دی، شہادت کی خبر سن کر آپکے بعض ساتھیوں نے آپ کو وہیں سے پلٹ جانے کو کہا، لیکن حضرت امام مسلم کے عزیزوں نے کہا: ہم کسی بھی حالت میں نہیں پلٹ سکتے، یا تو امام مسلم کے ناحق خون کا بدلہ لیں گے، یا ہم بھی امام مسلم سے جا ملیں گے، یہ سن کر امام عالی مقام نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا: کہ "ہمیں کوفیوں نے چھوڑ دیا ہے اب جس کا جی چاہے پلٹ جائے، ہمیں کچھ ناگوار نہ ہوگا" یہ سن کر آپکے بہت سے ساتھی وہیں سے واپس ہو گئے، آپ کے ساتھ صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے ہم راہ رکاب سعادت مآب تھے،

راستے میں کافی لوگوں سے ملاقات ہوئی، آخر آپ دو محرم الحرام کو مقام کربلا پہنچے، تین محرم الحرام کو ابن سعد چار ہزار کا لشکر لے کر امام حسین کو شہید کرنے کے لئے کربلا پہنچ گیا تھا اُس کے بعد یکے بعد دیگرے برابر کمک پہنچتی رہی، یہاں تک کہ ابن سعد کے پاس 22 ہزار کا لشکر جمع ہو گیا، ادھر امام عالی مقام کے پاس صرف 82 لوگ تھے جس میں عورتیں اور بچے بھی تھے، اور جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے تھے اسی لیے لڑائی کا سامان بھی ساتھ نہیں تھا، آپ

کے حوصلے اور ہمت کو توڑنے کے لیے آپ پر آپکی شہادت سے تین دن پہلے پانی بند کر دیا گیا، امام عالی مقام نے ابن سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ آج رات ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں، ابن سعد نے یہ بات مان لی اور رات کے وقت اپنے سواروں کے ساتھ دونوں لشکروں کے بیچ میں آیا اور آپ بھی اپنے بیس سواروں کے ساتھ تشریف لے گئے، پھر دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا، اور تنہائی میں دیر تک گفتگو کرتے رہے، امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا: کہ میں تین باتیں پیش کرتا ہوں، اُن میں سے تم جسے چاہو میرے لیے منظور کرلو۔

(01) جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں واپس جانے دو۔

(02) مجھے کسی سرحدی مقام پر لے چلو میں وہیں رہ کر وقت گزار لوں گا۔

(03) مجھے سیدھا یزید کے پاس دمشق جانے دو، یہ سن کر ابن سعد نے اقرار کیا کہ آپ صلح کے راستے پر ہیں۔

اُس نے یہ ساری باتیں خط میں لکھیں اور آخر میں اپنی رائے بھی تحریر کی، کہ اب اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور خط ابن زیاد کے پاس بھیج دیا، ابن زیاد نے خط پڑھا اور باتیں منظور کرنے کے لیے راضی ہو گیا لیکن بد بخت شمر کے بہکانے کی وجہ سے ابن زیاد کا ارادہ بدل گیا اور اس نے ابن سعد کے کو لکھا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تم فریقین میں صلح کراؤ، اگر وہ ہماری بات مانیں تو ٹھیک ورنہ اُن سب کے سر کاٹ کے میرے پاس بھیج دو، اور اگر یہ کام تم نہیں کر سکتے تو لشکر شمر کے حوالے کر دو وہ یہ کام انجام دے گا، ابن سعد نے جب یہ خط پڑھا، تو دنیوی لالچ کی وجہ سے خود یہ کام کرنے کے لیے راضی ہو گیا، اور لشکر لے کر امام عالی مقام سے جنگ کرنے کے لیے جا پہنچا، امام علی مقام نے ایک رات کی مہلت مانگی تاکہ خوب عبادت و ریاضت، توبہ و استغفار کر سکیں، اور اچھی طرح دعا مانگ سکیں، تو انہوں نے ایک رات کی مہلت دے دی۔ دس محرم الحرام کی صبح: یوم عاشورا کی رات گزری اور دسویں کی صبح نمودار ہوئی، جمعہ کا دن تھا امام عالی مقام نے اپنے ساتھیوں اور اہل خانہ کے ساتھ نہایت ہی خشوع وخضوع سے فجر کی نماز ادا فرمائی، اُس کے بعد امام عالی مقام اپنے خیمہ کے باہر بہتر ساتھیوں، بتیس سواروں اور چالیس پیادوں کا لشکر ترتیب دے رہے تھے، حکم دیا گیا کہ خندق کی لکڑیوں (جو خیموں کے پیچھے کھودی گئی تھی) میں آگ لگا دی جائے تاکہ دشمن پیچھے سے راہ نہ پائے۔

امام عالی مقام اتمام حجت کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قوم اشقیا کی طرف تشریف لے گئے، قریب پہنچ کر ارشاد فرمایا: اے لوگو! ذرا صبر سے کام لو، میرا نسب بیان کرو، سوچو تو کہ میں کون ہوں؟ اپنے گریبان میں منھ ڈالو کیا میرا قتل تمہیں رواں ہو سکتا ہے؟ میری بے حرمتی تمہیں حلال ہو سکتی ہے؟ کیا میں۔ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نہیں؟ کوفیوں نے کہا: "جب تک ہم تمہیں قتل نہیں کر دیں یا مطیع بنا کر ابن زیاد کے پاس نہ بھیج دیں ہم یہاں سے نہیں ہیٹں گے" اب ابن سعد نے اپنے لشکر کو امام عالی مقام کی طرف حرکت دی، تو حر نے ابن سعد سے کہا: تجھ پر خدا کی مار ہو کیا تو ان سے لڑے گا؟ اُس نے جواب دیا: ہاں میں لڑوں گا، حر نے کہا: جو تین باتیں اُنہونے پیش کی تھیں کیا تجھے منظور نہیں؟ اُس نے کہا: اگر میرے اختیار میں ہوتا تو مان لیتا۔

یہ سن کر حضرت حر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور امام عالی مقام

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، اور عرض کی: حضور میں آپ کا وہی خادم ہوں جس نے آپکو واپس نہ جانے دیا، آپ کو حراست میں لیا، خدا کی قسم اگر مجھے ایسا معلوم ہوتا کہ یہ آپ کی کوئی بھی بات نہیں مانیں گے تو میں ہر گز آپکو جانے سے نہیں روکتا، اب میں تائب ہو کر حاضر آیا ہوں اور آپ پر اپنی جان نچھاور کرنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ میری توبہ حضور کے نزدیک مقبول ہے؟؟

آپ نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پھر کیا تھا جنگ کا آغاز حضرت حر پر پتھر چلا کر کیا گیا، حضرت حر نے ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش فرما گئے، حضرت حر کی شہادت کے بعد سخت لڑائی شروع ہوئی، دشمن کٹتے جاتے اور آگے بڑھتے جاتے، یہاں تک کہ ایک ایک کر کے آپ کے تمام جانثار شہید ہو گئے، اب چمن رسالت کے مہکتے ہوئے پھولوں کی شہادت کی ابتدا شروع ہوئی۔

حضرت علی اکبر شیر کی طرح دشمنوں سے لڑتے لڑتے واپس امام حسین کی بارگاہ میں تشریف لائے اور آپ کی گود میں جام شہادت نوش فرمایا: دھیرے دھیرے اس چمن کے سارے پھول امام حسین کی نظروں کے سامنے شہید ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت: امام حسین نے میدان جنگ میں جانے کی تیاری کی، اور اپنے اہل خانہ سے آخری ملاقات کے بعد صبر کی تلقین فرما کر میدان جنگ میں تشریف لائے، تین دن کے پیاسے تھے، آپ کو دشمنوں نے چاروں اطراف سے گھیر لیا، اور آپ پر حملہ کیا، حضرت علی کا شیر بجلی بن کر اُن پر ٹوٹ پڑا، آپ حملہ کرتے گئے اور یزیدیوں کی لاشیں گرتی گئیں۔ جب شمر ملعوں نے کام نکلتا نہ دیکھا تو غصّہ کر چلایا: تمہاری مائیں تم کو پیٹیں، کیا انتظار کر رہے ہو حسین کو قتل کرو۔ اب چاروں طرف سے ظلمت کے ابر اور تاریکی کے بادل حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لال پر چھا گئے، امام عالی مقام بہت تھک گئے تھے، ۲۳/ زخم نیزے کے، ۳۴/ گھاؤ تلواروں کے لگے ہیں، اور تیروں کا کوئی شمار ہی نہیں، اٹھنا چاہتے ہیں پھر گر پڑتے ہیں۔ اسی حالت میں سنان بن انس نخعی شقی ناری جہنمی نے نیزہ مارا کہ وہ عرش کا تارہ زمین پر ٹوٹ کر گرا۔

سنان مردود نے خولی بن یزید سے کہا: سر کاٹ لے۔ اُس کا ہاتھ کانپا، سنان ولد الشیطان بولا: تیرا ہاتھ بیکار ہو، اور خود گھوڑے سے اُترا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے نواسے، تین دن کے پیاسے کا سر انور جسم پاک سے جدا کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ رجعون) شہادت کے بعد کے واقعات بہت طویل ہیں جن کا یہاں پر ذکر کرنا ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام عالی مقام اور آپکے جملہ رفقا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فیضان عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ماخذ و مراجع: "آئینہ قیامت" مصنف: علامہ حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "خطبات محرم الحرام" مصنف: مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ۔

محمد تحسین رضا نوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، الشاہ

محمد احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت سائنس دان

از: مولانا آصف جمیل صحافی روزنامہ شانِ سدھارتھ

لک الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

امابعد!

[جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے]

اس سے قبل کہ سائنس کی تابوت میں اپنی تحقیقاتِ انیقہ کی آخری کیل ٹھونکنے والے عظیم المرتبت سائنس داں امام احمد رضا قادری (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱) علیہ الرحمہ کی سائنسک ریسرچ پر لکھوں، یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے اختصار کے ساتھ "سائنس" کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کروں تاکہ مطالعہ کرنے والے قارئین حضرات یہ جان سکیں کہ برِّ صغیر پاک و ہند کا عظیم سائنس داں جملہ علوم صالحہ کے ہر گوشے سے واقفیت رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اپنا موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر کے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کو روزِ روشن کی طرح مکمل عیاں کرتا تھا۔

حالاں کہ افسوس اس بات کا ہے کہ دورِ حاضر میں ننانوے فیصد مسلمان اور مسلم سائنس داں آج صرف اور صرف مغربی افکار و نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں اور انہی کے خیالات و تحقیقات کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے ہیں کہ آج دنیا کی ساری ترقی سابقہ مسلم سائنس دانوں کی مرہونِ منت ہے۔

کاش کہ مسلمانِ فی زمانہ بھی قرآن و حدیث کا عمیق مطالعہ کریں جس سے دین کا علم مزید بلند ہو اور کسی شئی کے متعلق اپنا علاحدہ موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر سکیں۔

سائنس کیا ہے؟

سائنس کا مطلب علم ہے اور اس کا مطلب مطالعہ کر کے کسی چیز کے بارے میں جاننا ہے۔ سائنس حصول علم کا ایسا منظم ذریعہ ہے جس میں انسان براہِ راست تجربے اور مشاہدے کے ذریعے سے سیکھتا ہے۔ سائنس کل کائنات کا علم ہے اور یہ علم انسان کا اجتماعی ورثہ ہے۔

سائنس کس زبان سے آیا ہے؟

سائنس لفظ لاطینی "SCIENTIA" سے آیا ہے۔ نیز یونانی کے "SKHIZEIN" سے بھی آیا ہے۔ جس کا معنیٰ ہوتا ہے "الگ کرنا"، "چاک کرنا" یعنی ان مخصوص غیر فنونی علوم کے لیے جو انسان سوچ بچار، حساب کتاب اور کثرتِ مطالعہ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ کچھ دانش مندوں نے سائنس کو آرٹ سے تعبیر کیا ہے۔ حالاں کہ ان دونوں کے مابین خلا ارض و سما کا فرق ہے۔

سائنس اور آرٹ میں فرق:

آرٹس میں وہ شعبہ جات آتے ہیں جو انسان اپنی قدرتی ہنر مندی اور صلاحیت کے ذریعہ کرتا ہے۔ اور سائنس میں وہ شعبہ جات آتے ہیں جن میں سوچ و چار، تحقیق اور تجربہ کر کے کسی شئی کے بارے میں حقائق دریافت کیے جاتے ہیں۔ سائنس اور آرٹس کے درمیان یہ حد فاصل ناقابل عبور نہیں کہ جب کسی آرٹ یا ہنر کا مطالعہ

منظم انداز میں ہو تو پھر یہ اس آرٹ کی سائنس بن جاتا ہے۔
مسلم سائنس دانوں کی فہرست غایت طویل ہے مگر امام احمد رضا ایسے یکلوتے سائنس داں ہیں کہ علومِ سائنس پر جن کی سو سے زائد تصانیف حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور جن سے پوری دنیا میں آج بھی استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اپنے دور کے بڑے بڑے سائنس داں جنہیں اپنے سائنسی علوم پر ناز تھا جب انھوں نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علم سائنس پر لکھی کتاب کا مطالعہ کرنا شروع کیا تو حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرقاب ہونے لگے۔

محمد شاہد اسلم دیوبندی (ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ) اپنے تحقیقی مقالہ" سائنس قرآن کے آئینے میں" میں لکھتے ہیں:" امام احمد رضا علیہ الرحمہ برِّ صغیر کے پہلے سائنس داں، دانش ور اور عالم دین ہیں، جنھوں نے سرسید احمد خاں کے اس طرزِ عمل کے خلاف کہ" سائنس کی روشنی میں قرآن کو پرکھا جائے" یہ نظریہ پیش کیا کہ" سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھا جائے" کیوں کہ یہ ایک ازلی اور ابدی حقیت ہے۔" (امام احمد رضا اور سائنسی تحقیق ص: ۱۵۵) امام احمد رضا اسلامی سائنس کے داعی تھے اور سائنسی نظریات کو مذہبی تناظر میں پرکھتے تھے یہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ نظریاتِ سرسید کا رد آپ نے انہی بنیادوں پر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں" سائنس کو مسلمان کرنے کا طریقہ یہ کہ وہ تمام سائنسی مسائل جنہیں اسلامی مسائل سے اختلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے مسئلہ اسلامی کا اثبات ہو اور سائنس کا ابطال و اسکات ہو تو یوں قابو میں آئے گا۔

امام احمد رضا کے سائنسی افکار و خیالات

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے سائنس، ریسرچ و تحقیقات کی دنیا میں اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر ایسا نادر نمونہ کھوج نکالا ہے جسے دیکھ کر اور پڑھ کر بڑے بڑے اسکالرس و سائنس داں انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور آج سو سال سے زاید کا عرصہ گزر چکا لیکن اس خطۂ زمین پر کوئی ایسا ماہرِ سائنسیات نظر نہ آیا جو آپ کے سائنسی افکار و خیالات کو باطل قرار دے۔ یہاں تک کہ آپ کی سائنسی تحقیقات سے جدید علوم کو خوب خوب فروغ ملا ہے۔ آپ نے اسلام مخالف نظریات کے قلعوں کو مضبوط عقلی و نقلی دلائل کی ضربوں سے زمیں بوس کر دیا۔ انہیں باطل نظریات میں نظریۂ حرکتِ زمین بھی ہے۔

یہ باطل نظریہ فیثاغورث نامی ماہرِ سائنسیات کا تھا۔ جس کی تائید ماہرِ ریاضیات کے پروفیسر کاپرنیکس نے اپنی مدلل نظر و فکر سے کی، جس کے نتیجے میں یہ نظریہ پھر سے زندہ ہوا۔ اور اپنے مکمل اثر و رسوخ کے ساتھ دوبارہ تابندہ ہو کر علم داں طبقہ کو جدید کامیابی و سرور عطا کرنے لگا۔ سن 1880ء میں پروفیسر البرٹ آئن اسٹائن (اعلیٰ حضرت کا ہم عصر تھا) نے بھی فیثاغورث کے نظریۂ حرکتِ زمیں کو اپنے گوناگوں تجربات کی بنیاد پر باطل قرار دے دیا۔ جس کی خوب تشہیر ہوئی۔ ابھی زیادہ دن بھی نہیں گزرنے کو پائے تھے کہ البرٹ آئن اسٹائن نے اپنی نئی تحقیق منظر عام پر پیش کی کہ حرکتِ زمیں کے متعلق فیثا غورث نے جو ریسرچ پیش کی وہ بالکل درست ہے۔
مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہ تھی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے آئن اسٹائن سمیت دگر سائنس

دانوں کے افکار و خیالات کی ایسی تاریخی گرفت فرمائی کہ ایک سو پانچ ٹھوس دلائل سے نظریۂ حرکتِ زمین کو سراسر باطل قرار دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: بعونہ تعالیٰ فقیر نے ردِ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب مسمیٰ بہ" فوزِ مبین" (1338ھ۔1919ء) لکھی جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہا مزعومات فلسفۂ جدیدہ پر وہ روشن رد کیے جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر بحمدہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اصلاً عقل سے مس نہیں (الکلمتہ الملھمتہ)

امریکی پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی ہولناک پیشین گوئی پر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا تحقیقی قول

ممتاز امریکی ہیئت داں ماہرِ موسمیات و ثواقب پروفیسر البرٹ ایف پورٹا جو کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہم عصر سائنس داں تھا۔ اس نے 17 / دسمبر سن 1919ء کو دنیا کے سامنے ایک ہولناک پیشین گوئی کی (بقول پورٹا) کہ آفتاب کے سامنے اجتماع سیارگان کی کشش کے سبب آفتاب میں ایک گھاؤ نمودار ہوگا جس کے نتیجے میں قیامتِ صغرا برپا ہوگی، نظامِ کائنات مکمل طور سے الٹ پلٹ جائے گا۔ اس دن ایسا شدید طوفان آئے گا جس سے آبادیاں غرقاب ہوجائیں گی تیز و تند آندھیاں چلیں گی جو اونچی اونچی عمارتوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا لے جائیں گی۔ اور زمین شدید زلزلے کے باعث جگہ جگہ سے پھٹ جائے گی سمندروں میں مدوجزر کی عجیب و غریب ڈراونی کیفیات پیدا ہوجائیں گی۔ اور ان آفات ناگہانی کی وجہ سے دنیا کے بعض علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ البرٹ ایف پورٹا کی یہ پیشین گوئی بانکی پور (پٹنہ بھارت) کے انگریزی اخبار ایکس پریس کے شمارہ 18 / اکتوبر سن 9191ء میں شائع ہوئی، جس کے سبب برصغیر (ہند و پاک) میں تہلکہ مچ گیا۔

اس سلسلے میں جب ممتاز مسلم سائنس داں ہیئت داں امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے رجوع کیا گیا تو انھوں نے پورٹا کے جواب میں بل کہ اس کی تحقیقات باطلہ کے رد میں ایک نہایت ہی محققانہ کتاب تحریر فرمائی جس کا تاریخی نام "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" (1338ھ..1999ء) رکھا۔ اور پورٹا کے بارے مں لکھا کہ "کسی عجیب بے ادراک کی تحریر ہے، جسے ہیئت کا ایک لفظ نہیں آتا، سراپا اغلاط سے مملو ہے"۔

آپ نے اس رسالہ میں پورٹا کے بیان پر سترہ (17) مواخذات قائم کیے اور علمِ ہیئت سے متعلق فاضلانہ بحث کی۔ اور آخر میں لکھا کہ " بیان منجم پر اور بھی مواخذات ہیں، مگر سترہ دسمبر کے لیے سترہ ہی پر اکتفا کرتا ہوں" (واللہ تعالیٰ اعلم) ادھر اخبار نیو یارک ٹائمز (امریکہ) کے 16 / 17 / دسمبر 1919ء کے شماروں کے متعلق اس جھوٹی پیشین گوئی کے شائع ہوتے ہی تمام عالم میں دہشت پھیل گئی عوام سراسیمگی کے عالم میں بھاگ کھڑی ہوئی پیرس میں ہزاروں لوگ خوف کے مارے گرجا گھروں میں گھس گیے اور گڑ گڑا کر دعائیں کرنے لگے۔ تعلیمی ادارے بند کر دیئے گیے۔

ایک مقام پر اچانک سائرن کی گھنٹیاں بجنے لگیں جس سے لوگ سہم گیے۔

یہاں تک کہ پورٹا کی جھوٹی پیشین گوئی کا اثر یہ ہوا کہ جملہ کاروبارِ حیات مفلوج ہو گیے تھے۔ حکومت ہو یا عوام ہر سطح پر خوف و دہشت کے باعث احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہو گیے تھے۔ الغرض ہر طرف موت کے سائے منڈلا رہے تھے لیکن جب سترہ دسمبر کا سورج غروب ہوا تو پورٹا کی پیشین گوئی قطعاً لغو اور فضول ثابت ہوئی۔ حالاں کہ امام احمد رضا نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے جو کچھ فرمایا تھا حرف بحرف حق اور سچ ثابت ہوا۔ کیوں کہ امام احمد رضا نے جو کچھ پایا قرآن کریم اور فضل الٰہی سے پایا، عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے پایا وہ سائنسی ظنیات پر قرآنی یقینیات و فرقانی آیات کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی نظر میں سائنسی نظریات ترقی پزیر ہیں۔ اور جو ترقی پزیر ہوتا ہے وہ مکمل نہیں ہوتا ہے۔

اور قرآنی آیات و نظریات مکمل و مفصل ہیں اور نامکمل کو تو مکمل کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے علوم کا ماخذ قرآن کریم کو قرار دیتے تھے۔ پورٹا کی اس جھوٹی پیشین گوئی کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ دنیا کے تمام ہیئت داں پورٹا کے (فاسد) خیالات سے متفق تھے اور اس کی تائید کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں احتیاطی تدابیر اور حفاظتی اقدامات اختیار کرنے کا حکم دے دیے تھے۔ مگر ان تمام انگریزی سائنس دانوں کے افکار و خیالات تدابیر و احتیاطیں ایک طرف اور ایک مولوی سائنس داں احمد رضا کے انمول اقوال و افکار ایک طرف دنیا کے تمام جید سائنس داں ایک مولوی سے شکست کھا گیے۔

اس شکست کا اہم پہلو یہ ہے کہ مغربی سائنس داں دنیا کے اعلیٰ ترین سائنسی آلات و ہتھیار سے لیس تھے۔ اور خصوصی لیباریٹریز (تجربہ گاہوں) میں اپنے مشاہدات اور تجربات سے نتائج اخذ کر رہے تھے جب کہ یہ مولوی اللہ تعالیٰ کا مقرب اپنے حجرے میں بیٹھا خدا کے حضور اس کی تمجید و ثنا بیان کر رہا تھا اور محض اپنے علم و کشف اور روحانیت کی بنیاد پر عالمی سائنس دانوں سے برسرِ پیکار تھا۔

دائرۂ دنیا پر رضوی تحقیق

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے سُوال کیا گیا کہ دنیا کا دائرہ کہاں تک ہے؟ تو آپ نے ایسا مدلل اور تحقیقی جواب عنایت فرمایا کہ علمِ غیبِ مصطفےٰ ﷺ کے منکرین کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔ فاسد افکار و نظریات کی بے سود عمارت متزلزل ہوگئ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کہ" ساتوں آسمان اور ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے دار سدرۃ المنتہیٰ عرش و کرسی دارِ آخرت ہے" اس ضمن میں آپ نے فرمایا کہ دارِ دنیا شہادت (ظاہر) ہے اور دارِ آخرت غیب (پوشیدہ) ہے۔ غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے" وَ عِندَهٗ مَفَاتِيحُ الغَيبِ لَا يَعلَمُهَا اِلَّا هُو" (اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں ان کو خدا کے سوا کوئی [بذات خود] نہیں جانتا) اور دوسری جگہ فرمایا "لہٗ مقالید السمٰوات والارض" (خدا ہی کے لیے ہیں آسمان و زمین کی کنجیاں) اور مفاتیح کا اول حرف" م" اور حرف آخر" ح۔ اور مقالید کا اول حرف" م" و حرف آخر" د" ہے۔ انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس "محمد" (ﷺ) ظاہر ہوتا ہے (م+ح+م+د) اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئیں محمد رسول اللہ ﷺ کو اور کوئی شئ ان کے حکم سے باہر نہیں۔ یا پھر اس

طرف اشارہ ہوسکتا ہے" مفاتیح ومقالید" غیب وشہادت سب حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھیں۔وہ مفتاح یا مقلا د جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس محمد ﷺ کی ہے کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ خفا میں رہتے۔

آواز پر رضوی تحقیق

جدید تحقیق کے مطابق آواز توانائی کی ایک قسم ہے جو کسی جسم کے مرتعش ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ایک انسانی کان بیس سے بیس ہزار تک ہرٹز تعدد والی آواز کو سن سکتا ہے یعنی بیس ہرٹز سے کم اور بیس ہزار ہرٹز سے زیادہ فریکوئنسی والی آواز ایک انسانی کان نہیں سن سکتا۔کیوں کہ کان کا پردہ اس قدر تیزی سے حرکت نہیں کرسکتا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے تجربات ومشاہدات کی بنا پر فکر انگیز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں سبقت حاصل کرلی۔آپ کی فکر انگیز تحقیق کی تائید آج ماڈرن سائنس بھی کرتی ہے اور یہ تحقیق آج کل "Damped Harmonic Motion" کہلاتی ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 303 رسالہ الکشف شافیا حکم فونو جرافیا سن 1909ء پر یوں رقم طراز ہیں:" عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرع وقلع ہے۔اوراس کے سننے کا وہ تموج وتجدد وقرع وطبع تا ہوائے جوف سمع ہے۔متحرک اول کے قرع سے ملامجاور میں شکل وکیفیت مخصوصہ بنی تھی شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش بھی دی اس جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہ ٹھپا (Wave form/Harmonic Motion) کہ اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا یوں ہی آواز کی

کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے تموج وقرع میں ضعف آتا جاتا ہے ٹھپا ہلکا پڑتا ہے لہذا دور کی آواز کم سنائی پڑتی ہے اور حروف صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کی موجب قرع آئندہ تھا ختم ہوتا جاتا ہے اور عدم قرع سے اس تشکل کی کاپی برابر ہوا میں نہیں اترتی آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے، جس کا قاعدہ اس متحرک ومحرک اول کی طرف ہے اور اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو آب وہوا خود اپنے تموج سے (آواز) پہنچاتی ہے۔لیکن پختہ وخام عمارات میں آواز مسام کے ذریعہ پہونچتی ہے۔اور آئینے میں آواز بلکل نہیں پہونچتی ہے کیوں کہ نہ اس میں تموج ہوتی ہے نا ہی مسام۔

آواز پہنچنے کے لیے کن چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟ رضوی تحقیق و تجربہ ملاحظہ فرمائیں

اعلیٰ حضرت نے اپنے رسالہ الکشف شافیا حکم فونو جرافیا 1909ء میں آواز پہنچنے کے متعلق اپنی ٹھوس تحقیق پیش کی ہے۔

(۱) مرتعش یعنی جسم کا ہونا اشد ضروری ہے۔

(۲) مادی واسطہ یعنی ہوا یا پانی وغیرہ کا ہونا سخت ضروری ہے

(۳) سلسلہ تموج کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔اگر یہ سلسلہ قائم نہ رہا تو آواز قطعی نہیں پہنچ سکتی ہے۔

(٤) آواز موصول کرنے والا آلہ یعنی کان کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ورنہ کوئی کیسے آواز کو سن سکے گا۔

(٥) اعلیٰ حضرت نے مذکورہ بالا رسالہ میں میڈیکل سائنس سے متعلق کان کی ساخت Anatomy of the ear بالخصوص

Outer and middle ear پر بحث کی ہے۔ اور پردے Tympanic membrane Ear durm/ اور پٹھے Tensortympani/Stapedious کو سننے کا بنیادی حصہ قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت محققین کی نظر میں

(۱) لبنان کے مفتیٔ اعظم حضرت علامہ یوسف النبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ جات کو پڑھ کر فرمایا کہ" وہ ایک عظیم انسان تھے اور سائنسی علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔"

(۲) مکہ شریف کے مفتی علی بن حسن مکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "احمد رضا خان کو تمام مذہبوں کی سائنس پر عبور رہے۔"

(۳) افغانستان کی مشہور و معروف" کابل یونی ورسٹی" کے پروفیسر عبدالشکور شاد نے اپنے اُ ثرات میں کہا کہ" مولانا احمد رضا خاں کی تمام تحریروں اور تصانیف کو کیٹیلاگ کی شکل میں جمع کرنے نیز ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کی لائبریریوں میں رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔" (روز نامہ جنگ 5۔ دسمبر 2016ء

(٤) ملکِ پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے والے دورِ حاضر کے عظیم سائنس داں ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی علمی بالخصوص سائنسی تحقیقات کے معترف ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے تاثرات کا اظہار بھی فرماتے رہتے ہیں۔

آپ نے روز نامہ جنگ میں باقاعدہ ایک پورا کالم" فقید المثال مولانا احمد رضا خان بریلوی" کے عنوان سے تحریر کیا جس میں آپ اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:" اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے لاتعداد سائنسی موضوعات پر مضامین و مقالے لکھے ہیں آپ نے تخلیق انسانی، بائیوٹیکنالوجی و جنیٹکس، الٹرا ساؤنڈ مشین کے اصول کی تشریح ٹوپولوجی (ریاضی کا مضمون) چاند و سورج کی گردش۔ میٹرالوجی (چٹانوں کی ابتدائی ساخت) دھاتوں کی تعریف۔ کورال (مرجان کی ساخت کی تفصیل) زلزلوں کی وجوہات، مدو جزر کی وجوہات وغیرہ تفصیل سے بیان کی ہیں۔ حقیقت یہ کہ مولانا احمد رضا بریلوی اپنے دور کے فقیہ، مفتی، محدث، معلم، سائنس داں اور اعلیٰ مصنف تھے۔ (رونامہ جنگ 5 / دسمبر 2016ء

(٥) سن 1978ء میں ممتاز پاکستانی سائنس داں ڈاکٹر عبدالسلام نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتاب" فوزمبین درحرکتِ زمین" کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ" مجھے خوشی ہوئی کہ مولانا نے اپنے دلائل (Logical and Axiomatic) میں پہلو مدِّ نظر رکھا ہے۔"

(٦) ممتاز مغربی مستشرق کیلی فورنیا یونیورسٹی (مرکلے، امریکا) کی پروفیسر ڈاکٹر بار براڈی مٹکاف نے سن ١٩٧٤ء میں اپنی کتاب "ہندُستان میں مسلم مذہبی قیادت اور علما و صالحین سن 1860ء .1900ء" کے صفحہ 35 میں تمام علومِ عقلیہ و نقلیہ (قدیم و جدید) میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیرت انگیز فہم و ذکاوت اور ان کی علمی و ادبی اور سائنسی و سماجی خدمات کا ذکر کیا ہے اور انہیں خوب سراہا ہے۔

(٧) ایم حسن بہاری نے اپنے مقالہ" امام احمد رضا علیہ الرحمہ جدید سائنس کی روشنی میں" امام احمد رضا کی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ" امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مذہبی، ادبی، ریاضی، ارضی، فلکی اور مادی یا سائنسی صلاحیتوں نے مجھے کافی متأثر کیا ہے"

(۸) امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علوم سائنس پر جو تحقیق فرمائی ہے اور علمِ ریاضی پر مکمل کتب تصنیف فرمائی۔ ان کے مطالعے کے بعد ممتاز ماہرِ ریاضیات پروفیسر ابرار حسین (علامہ اقبال یونی ورسٹی، اسلام آباد) نے فرمایا۔

بے شک اعلیٰ حضرت بہت بلند پایہ ریاضی داں تھے" اور ان کی تصنیف (الدولتہ المکیہ بالمادتہ الغیبیہ 1324ھ 1906ء) کے نظریات وہ ہیں جو آج کل (Topology) کے زمرے میں آتے ہیں۔

(۹) ممتاز ریاضی داں، وائس چانسلر آف مسلم یونی ورسٹی (علی گڑھ، بھارت) اور برِّصغیر کے عظیم مفکر ومدبر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد [برصغیر میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد علمِ ریاضی پر سند تسلیم کیے جاتے ہیں] نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فہم و ذکاوت، سائنس اور ادبی خدمات اور ان کے علمی کارناموں کو اس سنہرے الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:" بلاشبہ صحیح معنوں میں یہ ہستی (امام احمد رضا) نوبل پرائز کی مستحق ہے"۔

المختصر یہ کہ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی تحریرات و تحقیقات کو پڑھ کر یہ بات واضح ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو علم و حکمت کی دولت سے مالا مال کیا تھا اور آپ نے اپنی ساری زندگی علم کی خدمت میں صرف کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے آپ کو نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی علوم میں بھی مہارت عطا فرمائی تھی۔

علم کا یہ بحرِ بیکراں ایک متبحر عالم دین، محدث ومفتی، مفکر وادیب، مصلح و مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا محقق بھی تھا جس میں کئی سائنس داں گم تھے۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے سائنس داں آپ کی تحقیقات انیقہ کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں۔ کیوں کہ آپ میں ایک طرف تو ابوالہیثم کی فکری بصارت وعلمی روشنی تھی تو دوسری جانب جابر بن حیان جیسی صلاحیت و قابلیت۔ ایک طرف موسیٰ الخوارزمی اور یعقوب الکندی جیسی کہنہ مشقی تھی تو دوسری جانب الطبری، فرغانی، رازی اور بوعلی سینا جیسی دانش مندی بھی تھی۔ آپ کو علوم قرآن و حدیث وفقہ، علوم صرف ونحو وفلسفہ، علوم عقائد وکلام و بیان اور منطق ولسان اور تقابل ادیان سمیت علوم سائنس پر بھی مکمل عبور و دسترس حاصل تھی۔ آپ نے دگر علوم کی طرح علمِ سائنس کے ہر گوشہ اور ہر پہلو کو اپنے منبعِ علم وعمل اور چشمۂ فیض سے سیراب کیا۔ سائنسی علوم پر آپ کی تحقیقات وتحریرات، مشاہدات وتجربات انمٹ نقوش اور آنے والوں کے لیے ہدایت ومشعل راہ ہیں۔ اگر ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی پر نظر دوڑائیں تو آپ کی ذات پاک میں اللہ و رسول کی محبت سب سے نمایاں نظر آتی ہے اور یہی آپ کے فضل وکمال کا سبب بھی ہے۔ بارگاہِ خدا عزوجل میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے مرقدِ اطہر پر صبح قیامت تک رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور آپ کی جملہ خدماتِ جلیلہ سے ہم اہل سنن کو فیض یاب ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درگاہ اعلیٰ حضرت سے حضور شعیب الاولیاء کی وابستگی

ازقلم: نبیرۂ خلف اکبر حضور شعیب الاولیاء
ڈاکٹر سید غلام حسنین علوی (گولڈ میڈلسٹ)

مجدد دین شہر یار علم و ہدایت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اپنی خدمات کے ساتھ اپنوں کے علاوہ اغیار کے حلقہ میں بھی محتاج تعرف نہیں۔آپ کے فکر ونظر کے فیضان مسلمانوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ کے تحفظ و بقا اور اسلامی شعور کی سالمیت، پر جو حیرت انگیز تاریخی اثرات مرتب ہوئے ہیں اس سے انکار قطعاً ممکن نہیں امام اہل سنت کا ایک خاص وصف عشق رسول ہے ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عشق رسالت میں ڈوبا ہوا ہے ہر گوشہ گوشہ علم و عمل کے نور سے منور ہے جن کا لمحہ لمحہ ذکر خدا اور یاد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور ہے آپ کا ایمان تھا رسول اعظم جان وایمان روح و دین ہیں اس کے پر چار میں آپ نے اپنی ساری عمر صرف کر دی اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں اور قابلیتیں وقف کر دی اس کا اعتراف اپنے اور پرائے دونوں کرتے ہیں اسی زمرے میں جماعت اسلامی کے بانی جناب ابوالاعلی مودودی کا اعلیٰ حضرت کی دینی خدمت کا اعتراف کیا ہے اور لکھتے ہیں (مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں)

امام اہل سنت کی عشق رسول میں سرشاری اور اسی میں انفرادیت کے سبب سے اب جہاں بھی عشق رسول کی بزم آراستہ ہوگی یا عاشقان رسول ﷺ کی انجمن سجی ہوگی انھیں ضرور یاد کیا جائے گا شیخ المشائخ حضرت سیدنا شاہ محمد یار علی علوی الہاشمی لقد رضی اللہ المولی دنیائے سنیت کے لئے محتاج تعرف نہیں اپنے تقوی وطہارت عشق و وجدان کی لطافت اتباع سنت، دین پر استقامت ٤٨ سال تک تکبیر اولی تک نہ چھوٹنے پائے کے التزام کے ساتھ نماز با جماعت کے سبب اہل سنت کے عوام وخواص کے مرجع عقیدت ہیں سچے عاشق رسول ﷺ اور بادہ حب نبی سے سرشار تھے شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد خدا اور رسول کی نزر اور اشاعت اور سنیت کے لئے وقف تھا۔

حضور شعیب الاولیاء کی زندگی عشق امام سے عبارت تھی کیونکہ امام اھلسنت اور شعیب اولیاء میں عشق رسول وہ قدر مشترک تھی کی جس

نے شعیب الاولیاء کے دل میں امام اہل سنت کے تئیں بے پناہ محبت وعقیدت پیدا کر دی تھی حضور شعیب الاولیاء کی ظاہری حیات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور نا ہی آپ سلسلہ رضویہ میں بیعت تھے آپ علیہ الرحمہ ہندوستان کے مزارات اولیاء کی حاضری کے سفر پر گئے تو اسی وقت بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی درگاہ پر حاضر ہوئے فاتحہ کے وقت آپ پہ ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی آنکھیں بند تھیں اور رخسار آنسوؤں سے تر بہ تر تھے اسی پر کیف واقعہ کو حضرت علیہ الرحمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر حاضری و فاتحہ خوانی کے وقت مجھ پر ایک گہری کیفیت طاری ہو گئی تھی جس کا نقشہ میں الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا عارف باللہ عالم با عمل عاشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مجدد دین وملت کو اس عالم میں گویہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا حضور شعیب الاولیاء امام اہل سنت کے تئیں بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے اس کا پتہ یوں چلتا ہے کہ آپ نے ایک دینی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ کیا جس کی قیام کی داستان بھی بڑی عجیب وغریب ہے حضرت علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا شاہ عبد اللطیف علیہ الرحمہ ستھن شریف مرشد اجازت شعیب الاولیاء اور امام اہل سنت بریلوی علیہ الرحمہ دونوں حضرات تشریف فرما ہیں کچھ طلبہ پڑھنے کے لئے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں دونوں بزرگ ایک دوسرے کو اشارہ کر رہے ہیں کی آپ ان بچوں کو پڑھائیں بیدار ہونے کے بعد آپ نے براؤں شریف میں ایک دینی ادارہ کے قیام کا حکم سمجھا اور دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کا قیام وجود میں آیا جس میں دنیائے سنیت کے قابل فخر نادر ونایاب اور جلیل القدر علماء کی خدمات حاصل کی جنھوں نے ہزاروں وفادار علماء فضلاء پیدا کر کے امت کے سپرد کیا اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء فضلاء اعلیٰ حضرت کے مشن پر کام کر رہے ہیں

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعدا سے کہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ امام اہل سنت سے شدید وابستگی کا پتہ یوں چلتا ہے کہ آپ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے مریدین ومحبین، خلفاء ومتوسلین سے سرکار اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پہ چلنے کی ہدایت کرتے رہتے آپ کی اعلیٰ حضرت سے عشق وابستگی کی یہ کیفیت تھی کی براؤں شریف کے سالانہ اجلاس اور ربیع الاول شریف وغیرہ جو کتب فروش اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ کتابیں لے کر آتے تو آپ علیہ الرحمہ ان سے سیکڑوں کی تعداد میں کتب ورسائل خرید کر ضرورت مند علمائے کرام میں تقسیم فرماتے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کس قدر اعلیٰ حضرت سے محبت وعقیدت رکھتے تھے کی آپ نے جب خانقاہ اور دار العلوم کی رجسٹری کی تو آپ نے خانقاہ یارعلویہ کو (مسلمانان ہم عقیدہ امام احمد رضا) کے نام وقف کرتے ہوئے رجسٹری کر دی اور رجسٹری کے ایک دفعہ میں سجادہ نشینی کے لیئے فرمایا خانقاہ کی سجادہ نشینی کا اہل وہ شخص قرار پا سکتا ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ہم عقیدہ ہو ارکان مجلس عاملہ کے لئے امام احمد رضا کا ہم عقیدہ ہونا ضروری ہے ورنہ ومنصب ورکنیت سے خارج ہے ان سطور سے یہ بات آفتاب نیم روز سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ حضور شعیب الاولیاء کو کس قدر شدید وابستگی تھی ایک مرتبہ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان رضی اللہ عنہ جلسہ و دستار بندی کے موقع پر براؤں شریف تشریف

لائے اس کے بعد بریلی شریف پہنچ کر حضور شعیب الاولیاء کے تعلق آپ نے بذریعہ خط اپنا تاثر بھیجا جن کے کچھ سطور ملاحظہ فرمائیں دارالعلوم فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے دل بہت مسرور ہوا تعلیم اچھی تربیت بہتر نیت کی تبلیغ رضویت کی اشاعت سنت کی ترویج کا جذبہ جو فیض الرسول میں پایا کہیں نہیں پایا اس فقیر توقیر کا اعجاز واکرام نسبت اعلیٰ حضرت کے سبب فرمایا جو اس کے حیثیت سے کہیں زیادہ تھا آپ یقیناً عاشق امام اہل سنت تھے شیدائے اعلیٰ حضرت تھے جس کا واضح ثبوت بعد وفات آپ کے آستانہ کے دروازے پر نصب سنگ مرمر کی تختی پر آپ کے نام کے ساتھ (شیدائے سرکار اعلیٰ حضرت،) کی عبارت امام اہل سنت کی مقدس ذات کے ساتھ بے پناہ وابستگی کا اعلان کر رہی ہے اللہ رب العزت ہمیں امام اہل سنت اور حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے آمین

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کر چلے

سوال :۔ نماز میں جو چیزیں واجب ہیں انہیں بتائیے؟

جواب :۔ نماز میں یہ چیزیں واجب ہیں تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا، الحمد پڑھنا، فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت، نفل اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت یا تین چھوٹی آیت ملانا، فرض نماز میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت کرنا، الحمد کا سورت سے پہلے ہونا، ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا، الحمد وسورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا، قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا، سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا، دونوں سجدہ کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہونا، تعدیل ارکان، قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا، جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا، قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ نہ پڑھنا، ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا، لفظ السّلام دو بار کہنا، وتر میں دعائے قنوت پڑھنا، تکبیر قنوت، عیدین کی چھوں تکبیریں، عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ اللہ اکبر ہونا، ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور غیر جہری میں آہستہ، ہر واجب اور فرض کا اس کی جگہ پر ہونا، رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا اور سجود کا دو ہی بار ہونا، دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا، اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا، آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا، اور سہو ہو تو سجدۂ سہو کرنا، دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا، امام جب قرأت کرے بلند آواز سے خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا اور سوا قرأت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔

حسنین رضا قادری علیمی جامعی گونڈوی۔

آفتاب اسلام کے طلوع سے تاہنوز شریعتِ محمدی کو دنیا کے دور دراز گوشوں تک بے شمار مبلغین اسلام کے ذریعہ پھیلایا گیا اور کیوں نہ ہو جب کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَ لۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ" اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں۔

یوں تو اس جہان فانی میں بے شمار داعیان اسلام ہوئے اور ذمہ داریوں کو مکمل کیا جیسے کہ سرکار خواجہ غریب نواز نے ہند کی سرزمین پر تقریباً نوے لاکھ سے زائد مشرکین و ہنود کو داخل اسلام کیا سرکار غوث اعظم کے دست مبارک پر ہزاروں نے توبہ واستغفار کیا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ وہ ہر شئی کو اپنی عقل کے ترازو پر پرکھتی لیکن چودھویں صدی کا وہ دور تھا جب پوری دنیا جنگ کے دہانے پر تھی انسانی خون سے زمین سرخ ہو چکی تھی، سائنس اور تحقیقات کا عروج تھا ایسے دور میں کسی کو اسلامی عقائد پر لا کر کھڑا کرنا بہت ہی مشکل ترین امر تھا جو کہ غیب کی باتیں اور قیامت و جنت و دوزخ پر مکمل یقین رکھنا ایمان کہلاتا ہے جب یہ دور ایسا ہے کہ بغیر تحقیق اور ریسرچ کے یقین نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ہر چیز کو عقل وخرد کی کسوٹی سے گزارا جاتا تھا ایسے وقت میں ایک ایسے مبلغ کی ضرورت تھی جو اسلام کے ساتھ سائنسی تحقیقات پر بھی کافی گہری نظر رکھتا ہو تبلیغ اسلام کے ساتھ اس کے سائینسی فوائد سے بھی لوگوں کو روشناس کرا سکے۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ زمانے کی ہر ضرورت کو اس کا علم محیط ہے کوئی بھی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ایسے وقت میں اس رب لم یزل نے میرٹھ کی سرزمین پر سیدنا صدیق اکبر کی نسل میں ایک ایسے جانباز اور بے باک عالم دین کو پیدا کیا جسے اللہ تعالیٰ نے علوم اسلامیہ کے ساتھ عصری علوم پر بھی گہرائی وگیرائی عطا فرمائی، بیک وقت وہ شخصیت عالم شریعت کے ساتھ ایک عظیم پروفیسر بھی تھا اس ذات کا نام عبد العلیم تھا جو مبلغ اسلام کے لقب سے ملقب ہو کر دنیا میں مشہور ہوا اور اس نے اکناف عالم میں خاص طور پر یورپ کی سرزمین پر اسلام وسنیت کی بنیاد رکھی (علیہ الرحمۃ)۔

ان کی تبلیغ کا انداز نہایت ہی شان دار اور دلائل و براہین سے پر رہتا تھا عقلی ونقلی دلائل سے اپنی بات پیش کرنے کا ہنر رکھتے تھے آپ کی باتیں بڑی اثر آفرین ہوتی تھیں مبصرین کا کہنا ہے کہ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مختلف ممالک وجزائر کا دورہ شروع کر دیا فیصل ندیم قادری لکھتے ہیں کہ:" آپ کے علم وعمل کے ابر گہر بار نے اسلام کے باران رحمت کو کبھی برما پر برسایا کبھی سیلون پر تو کبھی

ملایا سیراب ہوا تو کبھی انڈونیشیا کبھی چین و جاپان تو کبھی شام و مصر حتیٰ کہ ہر جگہ تبلیغ دین میں مصروف عمل رہے" حضور مبلغ اسلام بہترین خطیب تھے، طبیب جسم ہی نہیں بلکہ طبیب روح بھی تھے۔ آپ کے مواعظ ونصائح دل پر اثر انداز ہوا کرتے تھے آپ کا انداز بیان عارفانہ ہوا کرتا تھا۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نے افہام وتفہیم کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے دو اہم اصول کا ذکر کیا ہے ایک عارفانہ اور دوسرا جارحانہ ڈاکٹر صاحب نے عارفانہ طرز کو موثر قرار دیا ہے ہمارا آج حال یہ ہے کہ ہماری خطابت کا انداز جارحانہ ہوتا ہے اس لیے لوگوں پر کوئی اثرات مرتب نہیں ہوتے جب کہ ہم اگر دورصحابہ و تابعین وغیرہ کے پند ونصائح پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو یہ بات مثل آفتاب روشن ہو جاتی ہے کہ ہمارے اسلاف کا انداز تبلیغ عارفانہ ہوا کرتا تھا، ان کی باتیں نرم گفتار، مہذب الفاظ اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے موتیوں سے پر ہوا کرتی تھیں جب ہی تو وہ ساری دنیا پر چھائے ہوئے تھے ایشیا ہو یا یورپ عرب ہو کہ عجم ہر جگہ مسلمانوں کا طوطی بولتا تھا۔ بعینہ یہی طرز تبلیغ اور انداز تفہیم مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ کا بھی تھا شاید یہی وجہ تھی کہ جارج برڈ نارڈ شا نے کہا تھا کہ اگر اسلام کی تبلیغ کرنے والے آپ کی طرح چند اور لوگ ہوتے تو پوری دنیا مسلمان ہوتی۔

آپ سے کسی نے ایک بار پوچھا تھا کیا جنت وجہنم کا وجود بھی ہے تو آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کو سمجھانا چاہا لیکن اس نے کہا قرآن وحدیث سے مسلمان تو راضی ہو جائیں گے پر غیر مسلم اس پر راضی نہ ہوں گے۔ پھر کیا تھا عقلی دلیل دیتے ہوئے آپ نے اسے بتایا کہ ہر چیز کی کہیں نہ کہیں انتہا ضرور ہوتی ہے جہاں جا کر خوشی کی انتہا ہوتی ہے وہ جنت ہے اور جہاں غم وحزن کی انتہا ہوتی ہے وہ دوزخ کہلاتا ہے۔

آپ کا انداز تبلیغ یہ رہتا تھا کہ جب آپ کہیں تبلیغ کے لیے جاتے تو فقط تنہا ہوتے یا کچھ کتابوں کا بنڈل ہوتا کسی مقام پر پہنچ کر آپ سب سے پہلے وہیں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے تھے آپ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر دی تھی کہ آپ کی تلاوت سن کر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا قرآنی آیات سن کر ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں پھر جب آپ اس کی تفسیر وتشریح بیان کرتے تو لوگوں کی سسکیاں بندھ جاتیں اس طرح سے ایک ایک مجلس میں سینکڑوں افراد دامن اسلام سے وابستہ ہو جاتے آپ جاتے وقت اکیلے ہوتے تھے لیکن جب واپسی کے لئے پلٹتے تو ہزاروں افراد کا سیلاب آپ کو کشتی تک پہنچانے کے لیے ساتھ ہوتا اور تشکر کے آنسوؤں کے ساتھ اپنے اس ہادی ورہبر کو وہ الوداع کہتے۔ بلاد یورپ میں اسلام کا سورج آج جو پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے یہ آپ ہی کی مرہونِ منت ہے آپ نے تقریباً پچاس سے زائد ممالک کا دورہ کیا خاص کر یوروپی ممالک میں آپ کی توجہ زیادہ مرکوز رہتی تھی جس کی بنیاد پر بلاد مغرب ہی سے تقریباً تیس سے چالیس ہزار افراد نے اسلام قبول کیا اور بالعموم قریب قریب ستر ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ پر کفر سے توبہ کیا جن میں فقط عوام ہی نہیں بلکہ بڑی بڑی یونیورسٹیز کے پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر، اور سائنس داں بھی کثیر تعداد میں تھے۔ آپ کی یہ خاصیت تھی کہ عرصہ دراز تک ان کے درمیان آپ رہے لیکن آپ پر ان کی تہذیب و

ثقافت کا کچھ اثر نہیں پڑا بلکہ اسلامی تہذیب وتمدن سے انہیں آراستہ کر دیا۔

یہ اسلام کی بہت بڑی خوبی ہے کہ یہ جہاں جاتا ہے اپنا اثر چھوڑ جاتا ہے۔ حضور مبلغ اسلام کی یہ دین ہے کہ آج یورپ کے اکثر ممالک میں اسلامی تعلیم کی نشر و اشاعت کے لئے سیکڑوں مدارس اور ہزاروں مساجد قائم ہیں جو ہمیں دعوت نظارہ دے رہے ہیں سیکڑوں ایسے کتب خانے ہیں جو اسلامی لٹریچر کتب احادیث و تفاسیر سے بھرے پڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج بلاد مغرب و افریقہ میں مذہب اسلام بہت تیزی سے اپنا قدم جما رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ آنے والے کچھ ہی سالوں میں پورا یورپ و افریقہ اسلام کے زیر اثر آجائے گا جس کا سہرا مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کے سر جاتا ہے اور آج بھی ان کی قائم کردہ تحریکیں تبلیغ دین وسنیت میں مصروف پیکار ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کے مرقد انور پر ابر رحمت نازل فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے.

حسنین رضا قادری علیمی جامعی گونڈوی.

نماز جنازہ کا بیان

سوال:۔ نماز جنازہ فرض ہے یا واجب؟

جواب:۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر ایک شخص نے پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے اور گر خبر ہو جانے کے بعد کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہ گار ہوئے۔

سوال:۔ جنازہ میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟

جواب:۔ دو چیزیں فرض ہیں، چار بار اللہ اکبر کہنا، قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا۔

سوال:۔ نماز جنازہ میں کتنی چیزیں سنت ہیں؟

جواب:۔ نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت موکدہ ہیں اللہ تعالیٰ کی ثناء حضور ﷺ پر درود اور میت کیلئے دعا۔

سوال:۔ نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:۔ پہلے نیت کرے، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا اس میت کیلئے (مقتدی) اتنا اور کہے، پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ واپس لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے پھر یہ ثناء پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ وَلَااِلٰہَ غَیْرُکَ

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراھیمی پڑھے جو پنج وقتی نماز میں پڑھے جاتے ہیں، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانْ، اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے پھر بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، اور اگر نابالغ بچے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھی جائے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًاوَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔ اور اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًاوَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً مُّشَفَّعَۃً

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا اجمالی تعارف !!

از قلم: محمد شاہد علی اشرفی فیضانی
(باسنی ناگور راجستھان)

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

ساتویں صدی ہجری کے بزرگوں میں ایک عظیم بزرگ ہستی گزری ہے جنہیں دنیا غوث العالم میر سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ ملک ایران کے شہر سمنان کے تاجدار سلطنت تھے۔ بڑے نیک، خوش مزاج، حسن اخلاق کے پیکر اور نہایت ہی منکسر المزاج اور عدل و انصاف کے خوگر تھے۔ آپ نے دس سال تک نہایت ہی عدل و انصاف کے ساتھ تخت سلطنت کو سنبھالا۔ یہ تخت شاہی آپ کو آپ کے والد بزرگوار حضرت سلطان سید ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ سے وراثت میں ملا تھا۔ آپ کے عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ کے دور حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے۔ مگر اللہ عزوجل کو آپ کی ذات سے اپنے دین کا کچھ کام لینا تھا اس لیے چند ہی سال کے بعد آپ نے تخت سلطنت کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید محمد اعرف کے سپرد کر کے والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر راہ مولی عزوجل میں دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے نکل پڑے۔

آپ کو رخصت کرنے کے لیے بارہ ہزار فوجی مع ساز و سامان کے آپ کے ہمراہ چلنے لگے اس کے علاوہ بہت ساری خلق خدا بھی آپ کے ساتھ ہو گئی مگر حدود سلطنت پار کرنے کے بعد آپ نے سب کو رخصت کر دیا اور بخارا و سمرقند وغیرہ کا طویل سفر کر کے آپ ہندوستان تشریف لائے۔ یہاں آپ کی ملاقات حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ آپ کی تعلیم و تربیت میرے بھائی حضرت سید علاء الحق پنڈوی کریں گے۔ لہذا آپ جلدی کیجیے وہ آپ کے منتظر ہیں۔ بوقت رخصت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے آپ کو ذکر جہر کی اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی "یا غفور" کی تعویذ کی اجازت عطا کی جو آج بھی خانوادہ اشرفیہ میں تعویذ غفوری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تعویذ حل مشکلات اور دفع بلیات کے لیے تیر بہدف ہے۔

پھر آپ وہاں سے سفر کرتے کرتے اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔ ادھر آپ کے مرشد برحق حضرت سلطان سید علاء الحق پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ہونے والے مرید صادق کے انتظار میں اپنے معتقدین

ومردین کے ہمراہ شہر سے باہر آپ کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔جوں ہی آپ کی نظر حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی پر پڑی آپ نے فوراایک ہی نظر میں آپ کو پہچان لیااور پھر آپ کو اپنی خانقاہ میں لاکر آپ کو اپنے بغل میں بٹھایا۔اور اپنے خادم کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔پھر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دست مبارک سے چند لقمے آپ کے منہ میں ڈالے۔جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ کے مرشد برحق نے سب لوگوں کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا جب تخلیہ مکمل ہوگیا تو شیخ محترم نے اپنی خانقاہ کے مروجہ طریقے پرآپ کواپنی مریدی میں داخل فرما کر اپنی کلاہ مبارک عطافرمائی۔تھوڑی دیر بعد آپ کو شیخ محترم کے تمام مریدین ومعتقدین نے مبارک بادی پیش کی۔

بیعت کے بعد مرشد گرامی آپ کو لے کر حجرے میں چلے گئے اور وہاں آپ کو اسرارِ وحدت سے آگاہ کیا اور خود باہر چلے آئے۔تھوڑی دیر کے بعد جب پھر حجرے میں تشریف لے گئے دیکھا تو مرید وحدت سے سرشار عجیب کیفیت میں ہے۔

ہاتھ پکڑ کر باہرلائے قرب خاص میں جگہ دی اور مشائخ چشت کے تبرکات جو آپ کو ملے تھے منگایا پھر مخصوص خلفاومریدین جو اس وقت خانقاہ میں موجود تھے۔سب کو بلایااور ارشادفرمایا کہ یہ امانت میرے پاس برسوں سے رکھی تھی اب اس کا حقدار آپہنچا ہے لہذا میں اس حق کو حقدار کے سپرد کررہاہوں۔یہ کہہ کر وہ سارے تبرکات آپ کو عطا کردیئے۔اوراپنے خلوت کدہ خاص سے متصل ایک حجرہ رہائش کے لیے دے دیا۔

چنانچہ ایک دن حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے پیرومرشد کی خدمت میں عرض گزارہوئے حضور اس فقیر کو بھی کوئی خدمت سپرد کیجئیے۔حضرت مرشد گرامی نے جواب دیا کہ فرزند اشرف میں تم کو کون سا کام بتاؤں اور آپ سے کیا خدمت لوں۔جس وقت میں نے تم کو لباس پہنایا تھا حضرت ابوالعباس خواجہ خضر علیہ السلام نے آکر تمہاری اس قدر تعریف کی کہ تم سے خدمت لیتے مجھے شرم آتی ہے۔حضرت فرماتے تھے کہ پھر بھی میں کبھی کبھی خانقاہ میں جاروب کشی کیا کرتا تھا...(تلخیص ازمجبوب یزدانی)

پیرومرشد کاادب: حضرت کے ادب کا یہ حال تھا کہ بیعت کے دن سے سفر آخرت تک پنڈوہ شریف کی طرف نہ تھوکا اور نہ پیر پھیلائے حالانکہ بعض اوقات آپ پنڈوہ شریف سے کئی کئی ہزار میل کے فاصلہ پر بھی تھے۔برسوں پیرومرشد کی خانقاہ میں رہے لیکن آبادی کے اندر رفع حاجت نہیں کیا آبادی سے باہر نکل کرآپ استنجے سے فراغت حاصل کیا کرتے تھے...(محبوب یزدانی'ص ۳۸)

سفر تبلیغ دین: جب آپ کو اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہتے ہوئے چارسال گزر گئے اور آپ کی ولایت وکمال کاشہرہ ہونے لگا تو ایک دن پیرومرشد نے فرمایافرزند اشرف اب میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے کوئی مقام تجویز کروں جہاں رہ کر تم اپنا فیض جاری کرو تمہاری بدولت صراط مستقیم سے بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت نصیب ہو۔آپ اپنے مرشد گرامی کادر چھوڑنا نہیں چاہتے تھے مگر مرشد برحق کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی آپ نے بادل ناخواستہ دیارمرشد کو الوداع کہا۔مرشد کی جدائی کاقلق آپ کو تاعمر رہا بہرحال آپ نے رخت سفر باندھااور تبلیغ دین کی خاطر راہ مولی عزوجل میں نکل پڑے۔

راہ میں آپ جہاں بھی قیام کرتے خلق خدا کا ہجوم آپ کے ارد گرد جمع ہوجاتا۔آپ لوگوں کو دین حق کی دعوت پیش کرتے جن کے مقدر میں یں ہدایت ہوتی وہ اسلام قبول کر لیتے اور آپ کے نورانی قافلہ میں شامل ہوجاتے۔اس طرح آپ نے کئی مقامات کا سفر کیا اور آخر میں آپ اپنی منزل مقصود کچھوچھہ مقدسہ پہنچ گئے جہاں کے بارے میں آپ کو بارگاہِ مرشد سے حکم ہوا تھا۔

آپ کی تبلیغی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے ادیب کامل عبد الحسیب کچھوچھوی تحریر فرماتے ہیں...

قدوۃ الکبریٰ غوث العالم امیر کبیر تارک سلطنت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہم عصر علما اور اولیاے کرام سے اکتسابِ فیض کیا آپ اپنے عہد کے جید علماء میں شمار ہوتے ہیں آپ کو مختلف علوم وفنون پر دسترس حاصل تھی چنانچہ آپ نے جس فن اور موضوع پر قلم اٹھایا صفحاتِ قرطاس پر آپ کے فکروفن کی گلکاری ہوتی رہی اس کے علاوہ آپ کو دنیا کے مختلف ادیان پر اچھی خاصی گرفت تھی۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے اپنی تقریر وتحریر اور اعمال صالحہ سے علما فضلا صوفیہ ومشائخ فقرا وسلاطین کے علاوہ عوام الناس کی بھی اصلاح فرمائی رزق حلال کے لئے خصوصیت سے لوگوں کو تلقین فرماتے تھے۔ہزار ہا منکرین وحدانیت ورسالت آپ کی تبلیغ سے حلقہ اسلام میں داخل ہوئے آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رہتا آپ کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہوتا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے جہاں پر کفرو الحاد کے سیاہ اور مہیب بادل چھائے ہوئے تھے اور صدائے جرس وناقوس سنائی دیتی تھی وہاں پر صدائے اللہ اکبر گونجنے لگی آپ نے برصغیر ہندوستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک کا دورہ فرمایا آپ جس مقام پر قیام فرماتے وہاں پر عوام وخاص کا ازدہام ہوجاتا ہے اور لوگ ادیان باطل کی وادیوں سے نکل کر اسلام میں روشن ومنور شاہراہ پر گامزن ہوجاتے تھے...(حیات مخدوم اشرف : مصنف عبد الحسیب کچھوچھوی ص/ ۱۰۵'۱۰۶)انسان کی زندگی کو بدلنے اور سنوارنے کے لئے بزرگانِ دین کے اقوال وملفوظات بھی بڑے کارگر ثابت ہوتے ہیں اس لیے کہ اللہ والوں کے اقوال وافعال عین شریعت کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر لوگوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ آئیے ذیل میں آپ کے ملفوظاتِ مبارکہ ملاحظہ کریں-

حضرت فرماتے ہیں: کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے۔فرمایا: ہر بزرگ کی کوئی بات یاد کرلو اگر یہ نہ ہوسکے تو ان کے نام ہی یاد کرلو کہ اس سے نفع پاوءگے۔

فرمایا: جب کسی شہر میں پہنچو تو وہاں کے بزرگوں کی زیارت کرو پھر وہاں کے بزرگوں کی قبوری کی زیارت کے لئے جاوَ۔

فرمایا: خدا ہر مسلمان کو بخل سے بچائے اس لیے کہ بخل کافروں کی خصوصیت ہے۔

فرمایا: کسی کو چشم حقارت سے نہ دیکھو اس لیے کہ بہت سے خدا کے دوست اس میں چھپے رہتے ہیں۔

فرمایا: خدمت خلق نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

فرمایا: اگر کوئی جان ہے کہ اس کی زندگی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے تو چاہیے کہ علم فقہ میں مشغول ہوجائے کیوں کہ علوم دین سے ایک مسئلہ کا جان لینا ہزار رکعت سے افضل ہے...

اللہ عزوجل ہم سب کو بزرگوں کے اقوال وملفوظات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے...(محبوب یزدانی: ص۔۔۱۲۷'۱۲۸)

نام مبارک کی تاثیر: حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت کا نام نامی اسم گرامی رد بلا و مصائب کے لئے آہنی قلعہ ہے اور آسیب و سحر وجنون کے لیے خاک در اور آستانہ مبارک کا چراغ اکسیر اعظم ہے جس کے تحریری اعتراف کا شرف مجھ سے پہلے حضرت شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اخبار الاخیار شریف میں کرلیا ہے...(حیات غوث العالم: مصنف سید محمدؐ اشرفی جیلانی محدثِ اعظم ص 68)

نیر شریف: آپ کے آستانہ مبارک سے متصل ایک تالاب ہے جس کا نام نیر شریف ہے جس کا پانی بڑا ہی متبرک اور مریضوں کے لیے شفا بخش ہے۔اس لیے کہ اس نیر شریف کے کھودنے میں پانچ سو قلندروں نے باوضو ذکر نفی واثبات جہر کے ساتھ کرتے ہوئے حصہ لیا سات مرتبہ سرکارِ مخدوم پاک قدس سرہ نے آب زمزم شریف لا کر نیر شریف میں ڈالا۔

وصال مبارک: وصال پاک سے پہلے محرم شریف کا پہلا عشرہ اپنے احباب و متعلقین کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت میں بسر کیا۔دسویں محرم شریف کو آپ کا حال متغیر ہوا اسی وقت حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی قدس سرہ حرم کعبہ شریف سے اور آپ کے پیرزادے حضرت شیخ نور قطب عالَم پنڈوی قدس سرہ پنڈوہ شریف سے عالَمِ سیر میں پرواز کر کے تشریف لائے اور مزاج پرسی کی۔وصال پاک سے پہلے حضرت مخدوم پاک قدس سرہ نے اپنے احباب و متعلقین کو یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر کی چوڑائی اس قدر ہو کہ میں قبلہ رو سجدہ کرسکوں اور لمبائی میرے قد کے برابر ہو اور گہرائی میرے قد سے ایک ہاتھ زیادہ ہو۔

وصال پاک سے پہلے حضرت مخدوم پاک نے اپنے احباب و متعلقین سے فرمایا: مجھ کو اپنے سے جدا مت جاننا میں تم لوگوں کے ہمراہ ہوں میں ظاہرً ا اور باطناً ہر حال میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔اٹھائیس محرم شریف ۸۰۸ ھجری بعد نماز اشراق حضرت سید نا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ مصلے پر رونق افروز تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی قدس سرہ بیٹھے تھے حضرت سید نا عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ کو طلب فرمایا اور تمام لوگوں سے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے سب لوگ باہر چلے جائیں جب حضرت سیدنا عبد الرزّاق نورالعین قدس سرہ کے علاوہ کوئی اور نہ رہا تو اس وقت اختتام اسرار و معرفت حضرت نورالعین پر فرمایا...28 محرم الحرام شریف ۸۰۸ ھجری درگاہ کچھوچھہ شریف میں بوقت نماز عصر محفل سماع میں مسکراتے ہوئے محبوب حقیقی کے وصال حقیقی کو حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے ان اشعار پر اختیار فرمایا...

گر بدست تو آمدہ اجلم ... قد رضینا بما جرا القلم

خوب تر زیں دیگر نباشد کار.. یار خنداں رود بجانب یار

سیر بیند جمال جاناں را...جاں سپارد نگار خنداں را

حضرت مخدوم پاک بھی قوالوں کی ان اشعار میں موافقت فرما رہے تھے یہاں تک کہ اسی مبارک محفل میں عالَمِ آخرت کا سفر اختیار فرمایا...ان للہ وان الیہ راجعون

بارہ ہزار اوتاد و ابدال حاضر تھے اور قرب و جوار کے اکابر وعماء د کا بے شمار ہجوم تھا...مزار پر انوار درگاہ کچھوچھہ شریف میں آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے...(تذکرہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ: مرتب مولانا محمد عبدالتواب قادری۔مطبوعہ حبیب ملت اکیڈمی ممبئی)

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ: بے مثال مبلغ اسلام

(یوم ولادت 22 ذی الحجہ)

افتخار احمد قادری برکاتی

سراج السالکین، زبدۃ العارفین، چشم وچراغ خاندان برکات حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ عنہ کی عظیم بشارت اور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی دعائے جمیل کا مجمع البحرین تاجدار اہلسنت آل رحمن محی الدین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمتہ والرضوان تھے- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ والرضوان مارہرہ مطہرہ میں رات کو آرام فرماتھے- صبح کو فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے- جب مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تو مرشدِ اعظم نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمتہ والرضوان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا-

آپ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت نور العارفین نے بشارت فرمائی اور مبارک باد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مولانا صاحب! آپ کے یہاں ایک عظیم فرزند کی ولادت ہوئی ہے وہ بچہ نہایت مبارک ہے- ہم نے اس کا نام آل رحمن ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھا ہے- آپ اجازت دیں تو میں اس کو داخل سلسلہ کرلوں- آپ نے عرض کیا: وہ آپ کا غلام زادہ ہے لہٰذا اس کو آپ اپنی غلامی میں قبول فرمالیں-

حضرت نے بعد نمازِ فجر مصلی امامت پر ہی غائبانہ مرید فرمایا اور ساتھ ہی اپنا جبہ وعمامہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا: ہم جلد ہی بریلی آکر اس بچے کی روحانی امانتیں اس کے سپرد کریں گے-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ والرضوان نے بریلی شریف آکر ساتویں دن ،،محمد،، نام پر آپ کا عقیقہ کیا اور عرفی نام ،،مصطفےٰ رضا،، تجویز فرمایا-

اس نوید وبشارت کے چھ ماہ بعد جمادی الثانی 1311 / ھ میں حضرت نور العارفین بریلی تشریف لائے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کو گود میں لے کر خلافت سے سرفراز فرمایا اور جدید وقدیم تیرہ سلاسل کی اجازت عطا فرمائیں ساتھ ہی ارشاد فرمایا: یہ بچہ مادرزاد ولی ہے فیض کے دریا بہائے گا اور ساتھ ہی بہت ساری دعاؤں سے نوازا-

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان اپنے دور کے عظیم مبلغ اسلام تھے ان کے کردار میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پرتو نظر آتا تھا- آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جراءت وشجاعت کا مظہر کامل تھے- عزم واستقلال میں وہ صلاح الدین ایوبی تھے- عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی وارفتگی رکھتے تھے- تبلیغ اسلام کے لیے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے نہ تو وقت کی مصلحتوں سے سودا کیا نہ اپنوں کی سردمہری سے احساس کمتری میں مبتلا ہوئے- دنیاوی جاہ وجلال

نہ تو تاجدارِ اہلسنت کو مرعوب کر سکا نہ ہی اقلیت میں ہونے کا احساس آپ کے راہ میں حائل ہوا- مادہ و وسائل کی کمی سے آپ نہ جھکے اور نہ کبھی اپنے اور غیروں کی مخالفت سے بددل ہوئے- تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کو اللہ رب العزت اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرنا تھا تاکہ اللہ رب العزت ان سے راضی ہو- آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مطلوب تھی- تاجدارِ اہلسنت نے انتہائی پر آشوب دور میں انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں محض اللہ رب العزت کے توکل اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پر اعتماد کیا تھا- حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی زندگی کا نصب العین مذہب اسلام کی سربلندی و سرفرازی تھا- اسی لیے آپ بلند سے بلند تر باطل سے ٹکرائے- تاجدارِ اہلسنت نے باطل طاقتوں سے مرعوب ہونا سیکھا ہی نہیں تھا- حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے فتنہ ارتداد کی خبر 7 / جمادی الثانی کو اخبارات کو دی اور اسی وقت سے فتنہ ارتداد کو روکنے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے- جماعت رضائے مصطفی کی زیرِ نگرانی تاجدارِ اہلسنت نے فوراً وفد ترتیب دیا اور متاثرہ علاقوں کا دورہ شروع کر دیا اللہ رب العزت نے آپ کی مدد فرمائی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت آپ کو حاصل تھی- کام کا آغاز کر دیا گیا- نہ دن کا آرام تاجدارِ اہلسنت کو مرغوب تھا نہ رات کی نیند محبوب تھی- مسلمانوں کو مرتد بنایا جائے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان خاموش تماشائی بنے رہیں یہ کیسے ممکن تھا؟ تاجدارِ اہلسنت آریہ سماج کے مدمقابل اپنی جماعت کے دس علماء کرام کا وفد لے کر پہلی بار میدانِ مقابلہ میں آ گئے- تبلیغ اسلام کی سبقت کی سعادت اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی- کتنے خوش بخت تھے حضور تاجدارِ اہلسنت اور کیوں نہ ہوتے کیونکہ آپ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے سعادت مند فرزند تھے- فتنہ ارتدا کو فنا کے گھاٹ اتارنے کے لیے تاجدارِ اہلسنت کو نہ سرمایہ کی ضرورت تھی نہ مادی وسائل کی- آپ عشقِ رسول کا سرمایہ عظیم لے کر میدانِ تبلیغ میں اللہ رب العزت کے پسندیدہ دین کی حفاظت کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار رہے- حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان اپنی جان دے سکتے تھے مگر ارتداد کو برداشت کرنا آپ کے بس کی بات نہ تھی- آپ کی عادت و فطرت مذہب اسلام کی سربلندی کے لیے جدو جہد کرنا تھا- آپ کو نہ راجا مہاراجاوں کا خوف تھا- نہ آریوں کی عددی قوت کا خوف- آپ نے مذہب اسلام کی تبلیغ کے لیے قوم سے نہ سرمایہ مانگا، نہ نذرانہ طلب کیا، آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب مذہب اسلام کے لیے تھا- آپ خود امیر و کبیر تھے- دولت اللہ رب العزت کی عطا کردہ نعمت ہے وہ اللہ کی راہ میں صرف کی جائے انہیں یہ نعمت اللہ رب العزت نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل میں عطا کی تھی- تاجدارِ اہلسنت کا کردار آج بھی مبلغین کے لیے مشعل راہ ہے کاش کہ ہمارے مبلغین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کے کردار کو اپنا شعار بنائیں- آپ نے مذہب اسلام کی تبلیغ کو پیشہ نہیں بنایا بلکہ آپ نے مذہب اسلام کی تبلیغ کو صرف فریضہ سمجھا ہی نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کیا- کاش! آج ہم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی تقلید کریں، مذہب اسلام کی تبلیغ کو پیشہ نہ بنا کر امر بالمعروف کا فریضہ سمجھتے ہوئے اس فریضہ عظیم کو ان کے کردار کی روشنی اور ان کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق ادا کریں- اللہ رب العزت

ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

تاجدارِ اہلسنت کی تبلیغ کا آغاز:

فتنہ ارتداد کے سد باب کے لیے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے ضلع میرٹھ سے دورہ شروع کیا تھا۔ پھر بلند شہر پہنچے وہاں کا جائزہ لیا وہاں سے یکم فروری 1923ء کو موضع سلطان پور پہنچے وہاں آپ نے ایسے مسلم راجپوتوں کا پتہ دریافت کیا جو متھرا اور آگرہ کے مواضعات میں رہتے تھے تاکہ متھرا اور آگرہ میں مقامی لوگوں کی مدد سے فتنہ ارتداد کو روکا جائے۔ حالات کا جائزہ لے کر تاجدارِ اہلسنت نے اپنی تحریک کا آغاز کر دیا۔ جماعت رضائے مصطفی کا مرکز آگرہ کو قرار دے کر یہیں سے اپنے اطراف و جوانب کو وفود روانہ کیے۔ مگر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ خود پیر پھیلا کر آگرہ میں آرام فرماتے اور مبلغین کو دوسرے مقامات پر بھیجتے رہتے ہوں بلکہ آپ بھی ہر وقت کسی نہ کسی وفد کے ساتھ رہتے اور دور دراز کے مقامات کا سفر کرتے۔ شہر سے دور مواضعات میں جہاں نہ پختہ سڑکیں تھیں نہ سواری کا انتظام وہاں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان پاپیادہ تشریف لے جاتے۔ تاجدارِ اہلسنت کو اللہ رب العزت نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل دین و دنیا کی تمام نعمتوں سے نوازا تھا باپ کے بڑے چہیتے فرزند تھے بڑے نعم و ناز میں پرورش ہوئی تھی۔

ذاتی ضرورت سے بھی کبھی پیدل اپنے شہر میں تشریف نہیں لے جاتے تھے اللہ رب العزت نے تمام آرام و آسائش عطا کیے تھے۔ ان کی پرورش شہزادوں کی طرح ہوئی تھی۔

دھوپ کی تمازت سے آپ آشنا نہ تھے۔ موسم سرما کی خنکی کیسی ہوتی ہے؟ بحمدہ تعالیٰ آپ کو اس کے احساس کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ ایسے نعم و ناز کے پروردہ تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان تبلیغ اسلام کی خاطر کئی کئی میل جنوری فروری کی ٹھنڈ اور مئی جون کی گرمی میں سفر فرماتے رہے۔

ریگستانوں میں چلتے چلتے آپ کے پائے ناز میں چھالے پڑ گئے تھے آپ کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ ان تمام تکلیفوں کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان برداشت کرتے رہے۔

پاؤں کے چھالے اور ورم دھوپ کی تمازت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کو مذہب اسلام کی تبلیغ سے نہ روک سکی۔

بلکہ تاجدارِ اہلسنت اپنے ہمراہی اراکین وفد کو اپنی جسمانی تکلیف کا احساس بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ کو تو فکر دامن گیر تھی مرتدوں کو داخل اسلام کرنے کی۔

آریہ سماج کو ارتداد پھیلانے سے روکنے کی۔

آپ اللہ رب العزت کے ہوگیے تھے اس لیے اللہ رب العزت بھی آپ سے راضی تھا اللہ رب العزت نے آپ کو وہ روحانی قوت عطا فرمائی تھی کہ کوئی بھی مادی یا جسمانی تکلیف آپ کو فریضہ امر بالمعروف کی ادائیگی سے نہ روک سکا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان سراغ رسانی کراتے کہ کہاں ارتداد ہو چکا ہے اور اب آریہ کہاں ارتداد کی وبا پھیلانے جارہے ہیں؟

تاجدارِ اہلسنت کئی کئی وفد ترتیب دیتے، جہاں آریہ ارتداد پھیلا چکے ہوتے وہاں لوگوں کو داخل اسلام کرنے کے لیے وفد جاتے اور جس مقام پر ارتداد پھیلانے کے لیے آریہ جانے والے ہوتے وہاں ارتداد کو روکنے کے لیے وفد بھیجتے۔

آریہ سماج نے اپنی عددی قوت منظم کر کے مالی وسائل کو بروئے

کارلا کر بہت بڑے علاقے کو متاثر کر رکھا تھا - تاجدار اہلسنت نے ان سب ہی علاقوں کی معلومات باہم پہنچا کر آریہ کی تدبیر کو ناکام بنانے کے لیے وفود ترتیب دینا شروع کیے -

یہ معمولی کام نہ تھا یہ آپ کی قوت روحانی تھی جو ان سے اللہ رب العزت کا کام کرا رہی تھی - آپ کا ایثار و قربانی مبلغین اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جاتا رہے گا - وفود کو متاثرہ علاقوں میں روانہ کرنا پھر ساتھ ہی مناسب لٹریچر ہندی زبان میں طبع کرا کر مفت تقسیم کرانا، نادار لوگوں کو کپڑے فراہم کرنا تاکہ وہ نماز پڑھ سکیں، بچوں کی تعلیم کے لیے دینی مدارس قائم کرنا، بالغوں کے لیے شبینہ مدارس کھولنا، ان مدارس میں کام ٹھیک طرح سے ہو رہا ہے یا نہیں اس کی نگرانی کے لیے مدارس کے ناظموں کا تقرر کرنا، جہاں پر لوگوں کو ارتداد سے بچایا گیا اور ان کو پابند اسلام بنایا گیا ان کی نگرانی کرانا اور یہ معلوم کرنا کہ وہ اسلام کی پابندی کر رہے ہیں یا نہیں؟ اگر کہیں کمی نظر آتی تو مزید وفد روانہ کیے جاتے، جو لوگ مرتد ہو چکے تھے ان کو دوبارہ داخل اسلام کیا جانا، ان کی نگرانی کرانا، کہ وہ لوگ اسلام پر قائم ہیں کہ نہیں؟ اگر ضرورت ہو تو پھر ان مقامات پر وفود روانہ کرنا - حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کو اللہ رب العزت نے اس کار عظیم میں عظیم کامیابی عطا فرمائی اور فتنہ ارتدا کی ایسی سرکوبی فرمائی کہ یہ فتنہ اس وقت ہمیشہ کے لیے دب گیا تھا - آپ نے آریہ سماج کو ایسا سبق سکھایا تھا کہ آئندہ سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی تھی، آپ نے لاکھوں مرتدوں کو داخل اسلام فرمایا - اس عظیم کامیابی پر نہ صرف غیروں کو حیرت ہوئی بلکہ اپنے بھی انگشت بدنداں رہ گئے تھے - جس کام کو لوگوں نے ناممکن بالکل محال سمجھا تھا اللہ رب العزت نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی ذات با برکات کے طفیل میں ممکن بنا دیا تھا - حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے جماعت رضائے مصطفی کے وفود جہاں جہاں روانہ کیے تھے وہاں آریہ سماج کے لوگوں نے ان وفود کو خوف زدہ کرنے اور ناکام بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی بلکہ خود مسلم راجپوتوں کا رویہ بھی حوصلہ افزا نہیں تھا - مگر یہاں تو کام صرف اور صرف خوشنودی مولی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا جا رہا تھا -

لہٰذا! حوصلہ شکنی نام کی کوئی شے نہیں تھی اللہ رب العزت کی راہ میں چلنے والے باطل سے کب خوفزدہ ہوتے ہیں؟ اکثریت و اقلیت کا چکر کب ان کو چکر میں ڈال سکتا تھا؟ حق کے سامنے باطل کو سرنگوں ہونا ہی ہے مگر اہل حق کو خلوص و للہیت چاہیے بفضلہ تعالیٰ مبلغین میں خلوص بھی تھا اور للہیت بھی تھی - لہٰذا باطل سرنگوں ہوا اور حق کی فتح ہوئی - حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی قائم کردہ تنظیم،، جماعت رضائے مصطفی،، کی کامیابی کے چند نمونے پیش ہیں قارئین ملاحظہ فرمائیں:

حضور شیر بیشہ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان رکن وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی کا بیان ہے: وفد کی مؤثر اور جادو بھری تقریر نے ان لوگوں کے باطل اعتقادات جو ان کے دلوں میں رسوخ اور استحکام سے جمے ہوئے تھے متزلزل کر ڈالے - ان کے سارے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیے - بحمد اللہ ایسے سنگ دلوں سے نماز پڑھنے کا اقرار کرا کر ہی چھوڑا یہ اس وفد کی بڑی کامیابی ہے اور فضل الٰہی سے امید ہے کہ ہمیں گوہر مقصود کے حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی اور انشاء

اللہ تعالیٰ ضرور ہوگی داڑھی بڑھانے، چوٹیاں کٹوانے، نام بدلوانے پر بھی نیم راضی ہو چکے۔ یقین ہے کہ اسلامی کشش ان کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہ رہ سکے گی۔ (دبدبہ سکندری، 19/ فروری، 1923، صفحہ 05 حیاتِ مفتی اعظم ہند) جن کے سروں پر چوٹیاں تھی ان کو سمجھایا گیا انہوں نے وفد کی بات تسلیم کی، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنی دست اقدس میں قینچی لے کر ان کی چوٹیوں کو ان کے سر سے جدا کیا۔

ان کے اسلام کی تجدید فرمائی پھر ایک صاحب نے اور مانا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان نے ان کے سر سے بھی چوٹی کو جدا کیا اس وقت ان کا نام،، برہما،، تھا۔

آپ نے بدل کر،، رحمت خان،، اسلامی نام رکھا۔ ان کی تجدید اسلام ہوئی اصحاب وفد نے ان کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے لگایا۔ (دبدبہ سکندری، 19/ فروری، 1923/ صفحہ 09، حیاتِ مفتی اعظم ہند) موضع سادھن وموضع بسیا دموضع فتحپور سے ہمارے بلائے ہوئے مسلم راجپوت صاحبان بکثرت آئے ان لوگوں کے آنے پر موضع کھڑوائی والوں (مرتدین) کو بلایا اور سمجھایا گیا۔ برادری والوں کا زور ڈالا گیا، بحمدہ تعالیٰ بہت بڑا اثر ہوا اور ان ہی کا ایک گروہ ان مرتدین سے جدا ہو کر اسلامی احکام کے آگے سر خمیدہ ہو گیا۔ ہم نے ان کی چوٹیوں کو ان کے سر سے جدا کیا تجدیدِ اسلام کرائی، ابتدائی تعلیم کا مدرسہ کھول دیا اور اب ان کو نماز روزہ کی تعلیم دی جائے گی ان میں بعض اردو خواں بھی ہیں جو بہت جلد سیکھ جائیں گے۔ (دبدبہ سکندری، 19/ فروری 1923_صفحہ 09، حیاتِ مفتی اعظم ہند)

علماء کے دوروں کا یقیناً فائدہ پہنچا ہے۔ ہم جس طرف گیے آریہ اس طرف نہ پہنچے باوجود یہ کہ ہمارے جانے سے پہلے ان کے وہاں آنے کی خبریں گرم تھیں اگر اسلامی وفود گشت کرتے رہے تو بحمد اللہ تعالیٰ آریوں کی کوششوں میں پھیکا بن پڑ سکتا ہے۔ (دبدبہ سکندری، 19 فروری 1923، صفحہ 09 حیاتِ مفتی اعظم ہند) موضع نوبستہ کا واقعہ ہے کہ یہاں روغن گر بکثرت ہیں ان کی حالتیں نہایت خراب ہیں ہندوؤں کی بہت سی رسمیں ان میں رائج ہیں اور ایسے قبیح افعال جن کا ذکر مناسب نہیں۔ وفد نے کام کا آغاز کیا جس کا اچھا اثر ہوا کہ خدا کا شکر ہے ہماری تعلیم اس قدر مؤثر ہوئی کہ مجمع نے بلند آواز سے توبہ کی اور احکام شرعیہ کو اپنا دستور العمل بنانے کا عہد کیا۔ ان لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کو اُردو میں دینیات پڑھانا فرض سمجھیں اور غیر مستطیع لوگوں کو دینیات کی کتابوں سے اعانت کی جائے جو زیادہ عمر کے لوگ ہیں وہ بھی اگر موقع پائے تو کم از کم اس قدر دینیات ضرور پڑھ لیں جو ان کی مذہبی ضروریات کے لیے کافی ہو جنہیں اتنا موقع نہیں ہے ان کو معلومات حاصل کرانے کا یہ طریقہ مقرر کر دیا کہ مسجد کے امام روزانہ بعد فجر یا عشاء کم از کم پندرہ منٹ دینیات کی کتابیں سنایا کریں اور عورتوں کی تعلیم کا یہ طریقہ تجویز کیا گیا کہ چھوٹے چھوٹے بچے لوگوں کے گھروں میں جا جا کر مسائل سنایا کریں یہ تدبیریں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئیں اور جلسہ کی طرف سے آمادگی کا اظہار ہوا۔ ہمارے مبلغ اس بات کی جانچ کے لیے وہاں پہنچتے رہیں گے کہ وہ لوگ کہاں تک توبہ اور اپنے عہد کی پابندی کرتے ہیں۔ (دبدبہ سکندری، 19/ فروری، 1923 صفحہ 04، حیاتِ مفتی اعظم ہند) ہم نے ہندی زبان میں ایسی کتابیں بھی تصنیف کرائی ہیں

جن میں عقائد اور ضروری معلومات نہایت دلاویز طریقے پر لکھے گئے ہیں- یہ کتابیں ان متاثرہ علاقوں میں عام طور پر تقسیم کرائی جائیں گی-

یہ بات بھی قابل اطلاع ہے کہ راجپوت ہم سے اب ایسے مانوس ہو گئے ہیں کہ دن بھر ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور وہ مسائل سننے اور معلومات حاصل کرنے کے شائق ہوتے جاتے ہیں اللہ رب العزت کا فضل ہے کہ جن لوگوں کو پاس بیٹھنا، بات سننا بھی گوارہ نہیں تھا ان کی منافرت آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے- (دبدبہ سکندری، 26/ فروری، 1923، صفحہ 04، حیاتِ مفتی اعظم ہند)

مولانا محمد شفا الرحمان صاحب قادری رضوی رکن وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی کا بیان ہے: ہم لوگوں کی کوششوں کا سلسلہ موضع کڑھروائی میں برابر جاری ہے- ہم ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں انہیں احکامِ اسلام کی تعلیم کرتے ہیں مذہب اسلام کی حقانیت ان کے ذہن نشین کراتے ہیں- احکامِ الٰہیہ کی علمیت ان کے دلوں میں جماتے ہیں- جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ان کے دلوں میں خود اسلامی باتیں سننے کا شوق پیدا ہو گیا ہے اور اب وہ خود اپنی خواہش ظاہر کر کے ہم کو بلانے لگے ہیں- فرمائش کر کے قرآن مجید نہایت شوق و رغبت کے ساتھ سنتے ہیں- (دبدبہ سکندری، 26 فروری 1923، صفحہ 06، حیاتِ مفتی اعظم ہند) حضور شیر بیشہ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان کا بیان ہے: آج ہم لوگ موضع کھتینا پہونچے- یہاں ایک چہلم کی تقریب تھی چند دیہات اور قصبات کے راجپوت جمع ہوئے- آریہ وہاں پہنچ کر اپنے لیکچر سنانے کی زبردست تیاری کر رہے تھے- ہمارا وفد وہاں پہنچا اس نے ان کی اصلاح کی کوشش کی- مؤثر طریقے سے مذہب اسلام کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کرائیں- اثنائے تقریر میں لوگ اٹھ اٹھ کر سوال کرنے لگے ان کے جواب دیئے گئے ان کے شبہات دور کر کے ان کی تسکین کر دی گئی- جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تو راہ راست پر آ گئے ہی انہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کو ورطہ ہلاکت سے نکالنے کی ہمت اور یہ درخواست کی کہ ایک انجمن بنا دی جائے جن میں سر برآوردہ اور با اثر راجپوت کام کریں اور بے خبر ناواقف لوگوں کو غلط راہ سے بچانے کی کارآمد اور مفید تدابیر اختیار کریں چنانچہ،، انجمن مسلم راجپوت،، کی بنیاد ڈالی گئی- (دبدبہ سکندری، 19/ فروری، 1923 صفحہ 06، حیاتِ مفتی اعظم ہند) مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب الوری قادری رضوی رکن وفود اسلام جماعت رضائے مصطفی کا بیان ہے: موضع سیکجہ تحصیل فتح آباد ضلع آگرہ میں ہم پہنوچے- ہم نے راجپوتوں کو شریعتِ اسلامیہ کی خوبیاں ذہن نشین کرائیں ان کو سمجھانے اور گفتگو کرنے کا ہم نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان کے شبہات کو دور کرنے کے لیے ان کو سوالات کرنے کا بے تکلف موقع دیا تا کہ وہ اپنا پورا اطمینان کر سکیں- چنانچہ وہ فضل الٰہی سے متاثر ہوئے اور انہوں نے غسل کے بعد جن کے سر پر چوٹیاں تھیں وہ چوٹیاں سر سے جدا کر دیں اور ہمارے ساتھ نماز ادا کی- الحمد للّٰہ عجیب منظر تھا کہ جب مسجد میں خدا کے بندے اس کی یاد کے طریقے سیکھ رہے تھے اور ان کو نماز کی تلقین کی جا رہی تھی اس سلسلے میں موضع اکرن کا ایک شخص جس نے اول شرماتے ہوئے لہجے میں انکار کیا لیکن آخر میں وہ بھی ہمارے ساتھ اتنا مانوس ہو گیا کہ

اس نے خود اپنی چوٹی اپنے سر سے جدا کی غسل کیا اور نماز ادا کی۔ واپسی پر ہمارے ساتھ آیا اور نہایت شوق سے نماز سیکھتا رہا اس کو ہندی رسم الخط میں نماز کی کتاب دی گئی اللہ رب العزت ان صاحبوں کو ملت حقہ پر قائم رکھے۔ (دبدبہ سکندری، 12 مارچ، 1923 صفحہ 03 حیاتِ مفتی اعظم ہند)

نو گاواں کے متعلق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ہمارا وفد تقریباً دو ماہ سے یہاں کام کر رہا ہے یہاں کے لوگوں کی چوٹیاں ان کے سروں سے جدا کیں ان کے نام تبدیل کیے انہیں نمازی بھی بنایا اور رسوم شرک سے نفرت بھی دلائی۔ بتدریج لوگ اثر لے رہے ہیں اس گاؤں پر بھی آریوں کے دھاوے ہوتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں تین ہزار راجپوت رہتے ہیں آئے دن کوئی نہ کوئی آریہ یہاں آتا رہتا ہے 23 / رجب کو آٹھ دس آریہ اس گاؤں میں آئے۔ انہوں نے باباجی کے استھل (جو ایک مندر ہے) پر راجپوتوں کو جمع کیا غالباً انہیں پہلے سے تیار کیا گیا ہوگا، ہمارے وفد کو اطلاع ملی کہ اس وقت ساٹھ ستر راجپوت شدھی کے لیے جمع کیے گئے ہیں۔ اگنی کھنڈ کھودا گیا، آگ جلائی گئی، پنڈت اور پجاری موجود ہیں یہ سنتے ہی مولوی حشمت علی خان صاحب وہاں پہنچے دیکھا گڑھا کھدا ہوا ہے اور اس میں آگ جل رہی ہے۔ آٹھ دس آریہ راجپوتوں کو مندر کے چبوترے پر گھیرے بیٹھے ہیں۔ مولانا بھی وہاں پہنچ گئے آریوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ ہم جہاں پہنچتے ہیں وہاں آپ آجاتے ہیں، اس پر مولانا نے جواب دیا کہ آپ اپنے واپس جانے کی ہمیں صحیح اطلاع نہیں دیتے ورنہ جہاں آپ جائیں وہاں پر پہنچنے کا ہم پابندی سے التزام رکھیں، ہمارے آنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم دیکھیں آپ کیا کریں گے؟ کہنے لگے! راجپوت ہمارے بھائی ہیں ہم سے ملنا چاہتے ہیں ہم انہیں ملانا چاہتے ہیں آپ کے پیٹ میں کیوں درد ہوتا ہے؟ مولانا نے فرمایا: راجپوت آپ کے بھائی تو نہیں ہیں اور وہ ملنا چاہتے ہیں تو آپ کو یوں محنتیں اٹھانے، سکھانے، سمجھانے، لالچ دلانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ ان کو سچی تعلیم دینا چاہتے ہیں تو ہماری موجودگی سے کیا اندیشہ ہے؟ اور اگر سچی نہیں ہے تو بھائی بنا بنا کر غلط راستہ بتاتے ہو میں اس لیے حاضر ہوا ہوں اگر آپ غلط راستہ بتائیں تو بھائیوں کو آگاہی کر کے ان کی رہنمائی کروں اور اس پر میرا حاضر رہنا آپ کو ناگوار ہے تو چلا جاؤں۔ اب آریوں نے مولانا کو بیٹھنے کی اجازت دی اور بحث شروع کر دی۔ اسلام پر اعتراض کرتے رہے مولانا نے جواب دیے دیر تک تقریر جاری رہی اثنائے تقریر میں کئی موقعوں پر آریوں کو اپنی غلطی اپنی لالچ کا اعتراف کرنا پڑا۔ آخرکار آریہ لاجواب ہوئے پنڈت شیام لال نے کہا! معاف کیجئے ہمیں اپنا کام کرنے دیجئیے ہم ہار گئے۔ یہ کہہ کر آریہ راجپوتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا! کہ یہ باتیں ہو چکیں اب تم شدھی ہو جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ کھانے کے لیے اور رہن سہن میں ملنے کے لیے تیار ہیں۔ راجپوتوں کی جماعت میں سے نورنگ سنگھ نمبردار نے کہا! ہمارا ایک مولوی تھا اور تم دس تھے اس ایک نے تم سب کو ہرا دیا اگر چار مولوی ہوتے تو تمہارے ہوش بھی نہ ٹھیک ہوتے۔ ہم اسی دین پر ٹھیک ہیں ہم نہ آریہ ہوں، نہ ہندو۔ اس طرح آریہ وہاں سے ناکام واپس ہوئے۔ (دبدبہ سکندری، 09 اپریل، 1923ء حیاتِ مفتی اعظم ہند) ایک اور مناظرہ مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمتہ

والرضوان اور پنڈت گنگا پرشاد آریہ کے درمیان موضع اونڈی میں ہوا- مناظرہ کا آغاز مولانا نے کیا تھوڑی ہی دیر کے بعد پنڈت کی علمی قوت نے جواب دے دیا اور صاف لفظوں میں کہا! میں جواب نہیں دے سکتا- (دبدبہ سکندری،30- اپریل، 1923ء حیاتِ مفتی اعظم ہند)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان گوبردھن ضلع متھرا کا واقعہ رقم فرماتے ہیں: شردھانند بڑی شان وشوکت سے آئے ان کے ساتھ مصلح ہندو تھے، مولانا حشمت علی خان صاحب گوبردھن میں اس وقت موجود تھے مولانا نے سوامی کو مناظرے کا چیلنج دیا- جس کا سوامی نے انکار کر دیا-

اس پر مولانا کے اسلامی جوش کی یہ حالت ہوئی کہ انہوں نے ایک شخص کی معرفت پیغام بھیجا کہ ایک گڑھا کھود و اس میں آگ جلوائی جائے ہم اور آپ ہاتھ میں ہاتھ لے کر اس میں کود پڑیں تو دنیا حق و باطل صادق و کاذب کا فرق دیکھ لے گی- انشاء اللہ تعالیٰ حق ظاہر ہو جائے گا، پنڈت نے اس سے بھی انکار کر دیا- لیکن موضع کے راجپوتوں نے اس سے بہت بڑا اثر لیا حتی کہ ایک تھوک جس کا پھیلا ہے وہ بفضلہ آریوں کے اثر سے بالکل محفوظ رہا-
(دبدبہ سکندری، 30 اپریل 1923 صفحہ 12، حیاتِ مفتی اعظم ہند)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کا بیان ہے: لوگ بحمدہ تعالیٰ ضلع متھرا میں سرگرمِ عمل ہیں یہاں کے حالات بہت کچھ امید افزا ہیں شب 10 / شعبان المعظم 1341ھ پنج شنبہ کو موضع بڑاولی تحصیل چھاتا ضلع متھرا میں ایک شخص نسلی راجپوت نکٹا فوت ہو گیا اس کا بھائی یادرام شدھی ہو کر آریہ ہو گیا- اس علاقے میں آریہ نے اس موضع کو اپنا قیام اور اپنی کوششوں کا مرکز بنالیا-

متعدد لوگ زر کی طمع میں یہاں شدھی کو قبول کر کے مرتد ہو چکے تھے- آریوں نے بہت کوشش کی کہ مسلم میت کو پھونک دیا جائے مگر مسلم راجپوتوں نے ہمیں تجہیز و تکفین میں شریک ہونے کے لیے بلایا اور ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ میت آریوں کے قبضے میں نہ جائے-

جناب مولانا داد خان صاحب نے اس کوشش میں نمایاں حصہ لیا اس وقت انجمن نعمانیہ کے مولانا سیف الرحمن اور مولانا عبدالرحمٰن بھی وفد اسلام کے ساتھ جوش وخروش سے کام کر رہے تھے الغرض! وفد نعرہ تکبیر کی صدا لگاتا ہوا بڑاولی پہنچا اور میت کی تجہیز و تکفین کرائی لوگوں کو تجہیز و تکفین کے مسائل بتائے جس وقت جنازہ جا رہا تھا تقریباً چار سو مسلم راجپوت ہمراہ تھے- (دبدبہ سکندری، 09اپریل، 1923، صفحہ 13_14 حیاتِ مفتی اعظم ہند) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کا بیان ہے: بندرابن 28 / جون 1923 / کے اخبار سے معلوم ہوا کہ بندرابن میں ایک اسلامی مدرسہ کا قیام کر دیا گیا اور اس کے تمام اخراجات امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے مرید شیخ کلن صاحب سنبھلی نے ذمہ لے لئے-

یہ ہندو کا مشہور مقام تھا، یہاں چھتیس ہزار ہندوؤں میں صرف سات سو مسلمان تھے ان کی حالتیں اصلاح طلب تھیں-

نماز کے تارک اور مشرکانہ رسوم کے پابند ہندو سخت متعصب تھے 784 / مندروں میں صرف ایک مسجد تھی-

ہمارے وفد نے اس مسجد میں قیام کیا- موضع بسئی میں ہر کرانامی

راجپوت نے احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا اقرار کیا- اللہ رب العزت کی توفیق ثبات عطا فرمائے- نو گاواں میں حالت اصلاح پر آ گئے- یہاں کے رہنے والے تین ہزار راجپوتوں میں سے اکثر اسلام پر مستقل ہو چکے تھے- (دبدبہ سکندری، 30 اپریل، 1923، حیاتِ مفتی اعظم ہند) مولانا قاضی احسان الحق صاحب رکن وفد اسلام کا بیان ہے: نو گاواں میں ہمارا وفد دوسری بار پھر پہنچا- تو اس وقت لالہ شیام لال تقریر کر رہے تھے ہمارے وفد نے آریوں سے سوال کیے تو ادھر ادھر دیکھنے اور بغلیں جھانکنے لگے مجبور ہو کر ایک دوسرے پنڈت نے ہمارے وفد کو ڈانٹ پلائی کہ آپ لوگوں کو ہماری پنچایت میں بولنے کا حق نہیں ہے- ہمارے وفد نے کہا کہ برادری کا دعویٰ کیسا یہ راجپوت اور آپ بنئے- آپ کا دعویٰ باطل بہکانے کا حق باطل کچھ اور باتیں ہوئیں اور راجپوتوں کا رنگ بدل گیا، نورنگ خان، رستم خان، مراد خان، ہیرا خان وغیرہ کثیر تعداد میں راجپوت کھڑے ہو گئے اور انہوں نے سخت لہجے میں پنڈت صاحب سے کہہ دیا کہ ہم شدھی نہیں ہوں گے آپ کو بحث کرنا ہے تو ہمارے مولوی موجود ہیں- آریوں نے بحث کرنے سے انکار کر دیا راجپوتوں نے سبھا میں کھنڈن ڈال دیا اور آریہ ناکام روانہ ہو گئے- (دبدبہ سکندری، 30 اپریل، 1923، صفحہ 12، حیاتِ مفتی اعظم ہند)

اس طرح تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی حیاتِ مقدسہ کا لمحہ لمحہ مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گزرا-

آپ فرائض وواجبات پر تو نہایت شدت سے عمل فرماتے ہی تھے ساتھ ہی سنن بلکہ مستحبات پر بھی پابندی سے عمل فرماتے تھے- آخری ایام میں غذا بہت قلیل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نقاہت بڑھ گئی آخری دن یعنی 13 / محرم الحرام بدھ کے روز فرمایا: آج کونسا دن ہے اور جمعہ کب ہے؟ اس دن آپ نے باقاعدہ وہ کلمات بھی ادا فرمائے جو مرید کرتے وقت فرماتے تھے حالانکہ مرید ہونے والا بظاہر کوئی نہیں تھا- پھر باقاعدہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو بڑھایا اور فرمایا: کہوں میں نے اپنا ہاتھ حضور غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا-

پھر ان دعاؤں کو پڑھا جو مرید کرنے کے بعد پڑھتے تھے- اس طرح آپ نے اجنہ، رجال الغیب ان تمام لوگوں کو بیعت فرمایا جو آپ سے بیعت ہونا چاہتے تھے- پھر آپ کی روح پاک قفس عنصری سے پرواز کر گئی- یہ واقعہ محرم الحرام 1402 / کی چودھویں شب ایک بج کر چالیس منٹ کا ہے- 15 / محرم الحرام بروز جمعہ بعد نمازِ جمعہ اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع میدان میں لاکھوں سوگواروں نے نماز جنازہ ادا کی اور خانقاہ عالیہ رضویہ میں حضور اعلیٰ الشاہ امام احمد رضا خان قادری کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا-

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

* کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش
iftikharahmadquadri@gmail.com

ذہنی آزمائش

از: نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء و شہزادۂ حضور چشتی میاں
محمد ارشد علوی قادری چشتی
خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف

سوال 1۔ قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟

جواب۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہوگا (الاتقان ج 1 ص 60)

سوال 2۔ ایک مسلمان کے لئے قرآن پاک حفظ کرنا کیا ہے؟

جواب۔ ایک مسلمان کے لئے قرآن پاک حفظ کرنا فرض کفایہ ہے (فتاویٰ رضویہ ج 10)

سوال 3۔ دجال کو کون قتل کریں گے؟

جواب۔ دجال تمام روئے زمین کا گشت کریگا مکہ اور مدینہ چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے (ابن کثیر پ 17 ر 7)

سوال 4۔ کونسی جنگ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک جنگ احد میں شہید ہوئے تھے (سیرت النبی)

سوال 5۔ جب اللہ پاک اولاد دے تو اس کا عقیقہ کرنا کیا ہے؟

جواب۔ جب اللہ پاک اولاد کی نعمت عطا کرے تو اس خوشی میں عقیقہ کرنا سنت مستحبہ ہے (اسلامی زندگی ص 26)

سوال 6۔ ہجرت کے کتنے سال پہلے معراج کا واقعہ پیش ہوا؟

جواب۔ ہجرت کے دو سال پہلے واقعہ معراج پیش آیا (فیضان معراج ص 13،14)

سوال 7۔ وہ کونسی دو سورتیں ہیں جنہیں نور کہا گیا ہے اور اس سے پہلے کس نبی پر نازل ہوئی؟

جواب۔ سورہ فاتحہ سورہ بقرہ کی آخری آیت ہیں (الاتقان ج 1)

سوال 8۔ قیامت سے پہلے دجال کس شہر سے نکلے گا؟ جواب۔ قیامت سے پہلے دجال عراق کے شہر خراسان سے نکلے گا (ترمذی ج 2 ص 47)

سوال 9۔ وہ کونسا عمل ہے جس کا ثواب دس مہینے کے روزے کے برابر ہے؟

جواب۔ رمضان کے پورے روزے رکھنے والے کو (مسند احمد)

سوال 10۔ تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا کیا ہے؟

جواب۔ تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے (در مختار)

سوال 11۔ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا کیا ہے؟

جواب۔ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے (بہار شریعت ح 4 ص 30)

سوال 12۔ وہ کتنی سورتیں ہیں جنہیں کہا گیا کہ یہ خزانۂ عرش سے نازل ہوئی؟

جواب۔ سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کا آخر، سورہ کوثر (کنزالعمال ج 1)

سوال 13۔ کتنے مہینوں کا چاند دیکھنے کا حکم ہے شریعت میں؟

جواب۔ شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ 5 مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے (فتاویٰ ہندیہ ج 1 ص 194)

سوال 14۔ انسان کا کچھ دیر کیلئے اللہ کی راہ میں ٹھہرنا کتنے سال کی عبادت سے افضل ہے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا کچھ دیر کیلئے اللہ کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بھی بہتر ہے (السلسلۃ الصحیحہ 2117)

سوال 15۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس نبی کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں (سیرت النبی)

سوال 16۔ قرآن شریف کو جزدان یا غلاف میں رکھنا کیا ہے؟

جواب۔ قرآن شریف کو جزدان میں رکھنا ادب ہے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے مسلمانوں کا اس پر عمل ہے (اسلامی اخلاق و آداب ص 146)

سوال 17۔ قرآن پاک کے نزول کی ابتدا کس تاریخ سے ہوئی؟

جواب۔ قرآن پاک کے نزول کی ابتدا 17 رمضان پیر کے دن ہوئی (زرقانی ج 1)

سوال 18۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سن ہجری میں ہوا تھا؟

جواب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 2 ہجری میں ہوا تھا (سیرت فاطمہ)

سوال 19۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن کے کس پارہ میں ہے؟

جواب۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن کے بارہویں پارہ میں ہے (القرآن پ 12 س یوسف)

سوال 20۔ قرآن مجید کی کتنی سورتیں جانوروں اور کیڑوں کے ناموں پر ہیں؟

جواب۔ سورہ بقرہ، سورہ انعام، سورہ نمل، سورہ نحل، سورہ عنکبوت، سورہ عادیات، سورہ فیل (القرآن)

سوال 21۔ کونسے صحابی کے پاس کعبہ شریف کے دروازے کی چابی رہتی تھی؟

جواب۔ کعبہ شریف کے دروازے کی چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتی تھی (صحیح بخاری ج 5 ص 4289)

سوال 22۔ قرآن مقدس کے کتنے نام ہیں؟

جواب۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانیں البتہ امام فخر الدین رازی نے 32 نام شمار کئے ہیں (تفسیر کبیر ج 1)

سوال 23۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلق بنو ہاشم قبیلہ سے ہے (سیرت النبی)

سوال 24۔ اسلام کی پہلی جنگ کون سی تھی؟

جواب۔ اسلام کی پہلی جنگ جنگ بدر تھی جس میں کافروں کی تعداد ایک ہزار اور مسلمان 313 تھے

سوال 25۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انجیل میں کونسے نام سے پکارا گیا؟

جواب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انجیل میں احمد نام سے پکارا گیا (قصص الانبیاء)

سوال 26۔ قرآن میں کتنی سورتیں ایسی ہیں جن کی پہلی آیت میں صرف الف، لام، میم ہے

جواب۔ سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ عنکبوت، سورہ روم، سورہ لقمان، سورہ سجدہ (القرآن)

نعت ساقئ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

جو شخص در ساقئ کوثر میں رہیگا
پیاسا وہ کہاں کس گھڑی محشر میں رہے گا؟
مقصد ترا گر مدحت آقا ہو اے شاعر
خوشبو کا رسالہ ترے دفتر میں رہے گا
اس پر اثر انداز بھلا کیسے ہوں کانٹے
جو پھول گلستان پیمبر میں رہیگا
سانچے میں ڈھلیں سیرت اصحاب نبی کے
ایمان کا جوش آپ کے تیور میں رہے گا
جس نام سے منظور ہوئی توبہء آدم
اس نام کا صدقہ ہی مقدر میں رہیگا
محبوب کی گر یاد نہ ہو زیست میں شامل
کیا کیف کا امکاں کسی منظر میں رہے گا؟
گر چھوڑ دیا ہاتھ سے سرکار کا دامن
بربادی کا عنصر ہی مقدر میں رہیگا
طیبہ کے کھجوروں سے تو رکھ گھر کو مزین
برکت کا اجالا ترے گھر گھر میں رہے گا
گر حیدر کرار سا ہو عزم مصمم
تب نور ظفر زیست کے خیبر میں رہے گا
جو نور عیاں دھرتی کے طیبہ میں ہے "عینی
" وہ نور کہاں چرخ کے اختر میں رہے گا۔

از: سید خادم رسول عینی

حسین زندہ باد

عجب ہے شان تمھاری، حسین! زندہ باد
نثار رحمتِ باری، حسین! زندہ باد
لہو لہو ہے مسلمانوں کا تہِ منت
زباں زباں پہ ہے جاری حسین زندہ باد
سنان و تیغ کے رستے بقاے دیں کے لیے
گزاری جاں کی سواری، حسین زندہ باد
زبانِ حال سے کہتی ہے گلشن دیں کی
یہ ساری بادِ بہاری، حسین زندہ باد
یزیدی لشکرِ جرار پر ترے گھر کا
ہر ایک فرد تھا بھاری، حسین! زندہ باد
تمھارے آتے ہی میدان میں حریفوں پر
عجیب خوف تھا طاری، حسین! زندہ باد
شہید ہوتے ہیں نازاں شہید ہو ہو کر
شہادت آپ پہ واری، حسین! زندہ باد
قصیدہ خواں ہے تمھارا ہر اک سخن پرور
لکھے ہے دل سے لکھاری "حسین زندہ باد"
نہیں تھا دخل طبیعت کہ تم نے عمرِ عزیز
رضاے حق میں گزاری، حسین! زندہ باد
عطا ہو کاسۂ خیرات کو فلوسِ کرم
ہے نوری در کا بھکاری، حسین زندہ باد

محمد فیض العارفین نوری علیمی شراوستی یو پی ۹/ محرم الحرام ۱۴۴۵ ہجری ۲۸/ جولائی
۲۰۲۳ عیسوی بروز: جمعہ

منقبت در شانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

عشق ہونا چاہیئے دل میں سدا شبیر کا
خلد لے جائے گا بے شک راستہ شبیر کا
جب کھلے گا حشر کے میدان میں بابِ عطا
شادماں ہو جائے گا ہر اک گدا شبیر کا
حر چلے آئے جناں میں چھوڑ کر نارِ سقر
آ گیا جونہی سمجھ میں مرتبہ شبیر کا
گلشن اسلام کو شاداب رکھنے کے لئے
گھر کا گھر جامِ شہادت پی لیا شبیر کا
کربلا کی سرزمیں یہ کہہ رہی ہے آج بھی
کاش مجھ کو باوفا کرتا خدا، شبیر کا
ہو گئی تھی اس گھڑی دشتِ بلا زیر و زبر
جب اتر آیا تھا رن میں لاڈلا شبیر کا
تاجور بھی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں یہ
ہم کو بھی ہو جائے کچھ صدقہ عطا شبیر کا
چرخِ شہرت پر نہ کیوں بن کر وہ چمکے ماہتاب
مل گیا صدقہ جسے شیرِ خدا، شبیر کا
سر کو سجدے میں کٹا کر دین کو بخشی جلا
راہِ حق میں اس طرح سجدہ ہوا شبیر کا
پنجتن سے نسبتیں قائم تری ہو جائیں گی
اے متین خود کو تو منگتا بنا شبیر کا

از قلم۔ شاداب متین علیمی سدھارتھ نگری
مقیم حال واپی گجرات

منقبت در شانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

مجھ سے رتبہ کس طرح ہوگا بیاں شبیر کا
خالق کونین ہے جب مدح خواں شبیر کا
پوچھتے ہو کیا ہے انکا، میں بتاتا ہوں تمہیں
یہ زمیں شبیر کی ہے آسماں شبیر کا
رو رہا تھا آسماں، سکتے میں تھی روئے زمین
جا رہا تھا کربلا جب کارواں شبیر کا
دین احمد کے تحفظ اور بقا کے واسطے
ہو گیا قربان کم سن اور جواں شبیر کا
مصطفیٰ نانا ہیں، ماں ہیں فاطمہ، بابا علی
ارفع و اعلیٰ ہے کتنا خانداں شبیر کا
آبیاری جب انہوں نے کی ہے اُسکی خون سے
کیوں نہ مہکے تا قیامت گلستاں شبیر کا
مر کے مٹی میں ملے سارے یزیدی بھیڑیے
آج بھی کرتا ہے چرچہ یہ جہاں شبیر کا
اُنکو مردہ مت کہو، زندہ تھے وہ، زندہ ہیں وہ
اس طرح رب نے کیا رتبہ عیاں شبیر کا
اشک آنکھوں سے نہ کیوں ہوگا رواں انسان کے
سانحہ سن کر کے رویا آسماں شبیر کا
سرورِ کونین کی مرضی اگر مطلوب ہو
تھام لو پھر دل سے شاکر آستاں شبیر کا

سخن پرداز: شاکر رضا نوری الہ آبادی 7275092842

سہ ماہی پیام شعب الاولیاء مسلکی جذبہ کا غماز

مکرمی نبیرۂ حضور شعیب الاولیا مولانا
افسر علوی قادری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دینی رسائل و جرائد کی ایک الگ اپنی دنیا ہے اس سے مستفید ہونے والے افراد و اشخاص سیکڑوں میں ہیں خاص طور سے اب زیادہ ہو گئے ہیں کہ رسالے اب آن لائن اور آف لائن دونوں صورتوں میں قارئین تک پہنچ رہے ہیں۔ ان رسالوں کی افادیت اور اہمیت سے کبھی منہ موڑا نہیں جاسکتا ہے کہ یہ اہل سنت و جماعت کی اشاعت میں ریڑھ کی ہڈی والا کام کرتا ہے۔ اور اصلاحی و تربیتی ماحول اور نو پید مسائل کو اجاگر کرنے میں رسالوں کا کردار کلیدی ثابت ہوتا ہے۔

ادھر چند سالوں میں اہل سنت و جماعت کی کئی تحریکیں، مدارس اور خانقاہوں سے دینی رسالوں کی اشاعت آف لائن کے ساتھ آن لائن بھی خوب ہونے لگی ہیں جس میں ایک خالص دینی مسلکی اور اصلاحی رسالہ سہ ماہی پیام شعب الاولیا براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی سے بھی شائع ہو رہا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے اس رسالہ کی ادارت خود خاندان کے فردِ فرید اور چشم و چراغ محب گرامی مولانا افسر علوی قادری صاحب زیدہ شرفہ کر رہے ہیں اور یہ صرف نام کے مدیرِ اعلیٰ نہیں ہے جیسا کہ اور لوگ ہوتے ہیں بلکہ پوری محنت اور ذمے داری کے ساتھ کام کرتے اور اپنے اداریہ کے ساتھ ہر سہ ماہی کو نکالتے ہیں جو ان کی علمی، ادبی، مذہبی، مسلکی اور تحریری شغف کا غماز ہے اللہ کرے یہ کام دیرپا ثابت ہو۔ رسالہ کا چھٹا شمارہ میری نگاہوں کے سامنے ہے کثرتِ مشغولیت کے سبب پورا رسالہ تو نہیں پڑھ سکا البتہ گوشہ جات اور چیدہ صفحات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ رسالہ بڑا قیمتی اور وقتی تقاضے کو پورا کر رہا ہے۔ مدیر اعلیٰ مولانا افسر علوی صاحب کا اداریہ پورا پڑھا "عورت کی تعلیم کی اہمیت" کے عنوان سے انھوں نے خوب اچھا لکھا ہے۔

اور انھوں نے اپنے اداریہ میں یہ باور کرایا ہے کہ ایک حسن معاشرہ کے لیے ہمیں اپنے بچوں کے ساتھ اپنی بچیوں کی بھی دینی و دنیوی تعلیم کے لیے متفکر ہونا ہوگا تب جا کر ہمارا معاشرہ انقلابی اور آفاقی ہوگا۔ رسالہ کے جملہ مدیران اور اس کی پوری مشاورتی و ادارتی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ رسالہ سہ ماہی پیام شعب الاولیاء کو مقبول خاص و عام کرے اور آپ سب کو اس کا بہترین جزا عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

از: محمد فیضان رضا علیمی، رضا باغ گنگٹی مدیرِ اعلیٰ: سہ ماہی پیامِ بصیرت، سیتامڑھی مدرس و ناظمِ تعلیمات: مدرسہ قادریہ سلیمیہ چھپرہ بہار

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا شمارہ نمبر چھے فقیر کو ارسال کیا گیا جو براؤں شریف سے نبیرۂ حضور شعیب الاولیاء صاحبزادہ مولانا محمد افسر علوی قادری رضوی صاحب مدظلہ کی ادارت میں شائع ہوتا ہے عناوین کی فہرست اور چند مضامین خصوصا پیری مریدی کے لحاظ سے ایک مضمون بنام پیر کی شرائط اور نقلی پیروں کا رد پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ اصلاحِ اہلسنت پر مشتمل زبردست مجلہ ہے۔ اللہ جل مجدہ صاحبزادہ صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر اسے مقبول عام فرمائے

آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

منجانب: فقیر ابوالحسنین محمد عمر فاروق قادری رضوی غفرلہ بانی امجدی فاؤنڈیشن پاک و ہند

تبصرہ بر کتاب "مطلع انوار"

°°°°°°°°°°°°°°°°°

کتاب: مطلع انوار

تالیف: حضرت علامہ قاضی محمد نور اللہ نقش بندی مجددی شرقپوری مدظلہ العالی

صفحات: 95 سن اشاعت: ۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۳ء

ناشر: شیر ربانی اسلامک سنٹر، پھلر ون، تحصیل صفدر آباد، ضلع شیخوپورہ

تبصرہ نگار: مفتی نازش مدنی مراد آبادی

زیرِ نظر کتاب "مطلع انوار" محبِّ گرامی حضرت علامہ قاضی محمد نور اللہ نقش بندی مجددی شرقپوری مدظلہ العالی کی عظیم قلمی کاوش ہے۔ جو آپ کی سرہند شریف کی روئیدادِ سفر ہے۔

مؤلف کا تعلق چونکہ خانقاہ عالیہ نقش بندیہ مجددیہ، شرقپور شریف سے ہے۔ اور خانقاہ عالیہ شرقپور شریف کے ارباب و اصحاب کا امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ سے محبت و عقیدت کا رشتہ انتہائی قدیم ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت حضور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد نقش بندی مجدی شرقپوری علیہ الرحمہ کا تعلیمات و افکار مجدد کی ترویج و اشاعت کے لیے سن ۱۹۶۰ء میں "تحریک یومِ مجدد الف ثانی" کا اجرا کرنا ہے۔

آمدم برسر مطلب ــ مؤلّف موصوف کا روحانی تعلق بھی چونکہ اسی خانقاہ سے ہے اس لیے امام ربانی حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ سے آپ کی عقیدت و محبت بھی یقینی ہے

۔ مؤلّف مذکور نے سرہند مقدس کے اس روحانی سفر کو اس والہانہ اور عقیدت مندانہ انداز میں رقم کیا ہے کہ پڑھنے والے کو لفظ لفظ، سطر سطر، اور حرف حرف سے محبت وعقیدت کی خوشبو محسوس ہوتی اور سرہند شریف سے اس کا مزید قلبی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے ۔مؤلّف کہیں سرہند مقدس کی گلی کوچوں کا کچھ یوں نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ قاری خود کو وہاں محسوس کر رہا ہے، تو کہیں دربار مقدسہ کی در و دیوار کو اس والہانہ انداز میں پیش کر رہے ہیں قاری سرہند شریف کی خوشبوؤں سے محظوظ ہو رہا ہے ۔الحاصل سفر نامہ کیا ہے!!! سرہند مقدس کو دل و دماغ میں بسانے کا بہترین نقشہ ہے ۔

علاوہ ازیں مضافات سرہند کے مقدس مقامات بالخصوص براس شریف کا ذکر جمیل بھی مؤلّف نے بڑے احسن اور عمدہ پیرایہ میں کیا ہے ۔ یہ وہ بستی ہے جہاں ایک ٹیلہ پر ۹ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ السلام آرام فرما ہیں جس کا ذکر "روضۃ القیومیہ" میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سرہند سے باہر اس بستی کی طرف تشریف لے گئے ۔اور اس ٹیلے کے نزدیک قیام فرمایا اور مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ نظر کشفی سے معلوم ہوتا کہ یہاں انبیائے کرام کی قبریں ہیں ۔بلکہ ان لوگوں نے مجھ سے ملاقات کی ہے، اور مجھے کہا ہے کہ ہم یہاں آرام کیے ہوئے ہیں ۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ ان انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے نام مخفی رکھنے کا فرمایا، مگر ساتھ ہی فرمایا کہ ہمارا دورِ نبوت حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کا ہے ۔ سفر نامہ کے آخر میں اولیائے سرہند شریف کے تذکار نے کتاب میں مزید چار چاند لگا دیے ۔الحاصل یہ کہ سرہند شریف جانے والے کے لئے یہ کتاب مثل سنگِ میل ہے ۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کتاب کو مقبول عام و خاص بنائے، اور مؤلّف کو ڈھیر ساری جزاؤں سے سرفراز فرمائے ۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

°°°°°°°°°°°°°°°°

رشحات قلم:

گدائے سرہند : نازش مدنی مرادآبادی غفرلہ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ/ 1 اگست 2023 بروز منگل

صاحبانِ ثروت وہمدردانِ قوم وملت متوجہ ہوں!

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کا رسمِ اجراء 30 واں عرسِ مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے موقع پر 20 فروری 2022ء کو عمل میں آیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک چھ شمارے بحسن وخوبی شائع ہو کر داد وتحسین حاصل کر چکے ہیں ساتواں شمارہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے اب تک رسالہ کی اشاعت کے لیے باقاعدہ ممبران کی کوئی ٹیم تیار نہ ہوسکی جس کی وجہ سے گاہے بگاہے رسالہ کی اشاعت میں دشواریاں بھی ہوئیں لیکن اب صاحبانِ ثروت وہمدردانِ قوم وملت سے میری گزارش ہے کہ رسالہ کے ممبر بنیں، اپنے متعلقین کو اس سے جوائن کریں اور اپنی طرف سے خرید کر مدارسِ اسلامیہ اور دیگر تعلیم گاہوں میں تقسیم کریں۔ جزاکم اللہ خیرا

خوشی کی بات یہ ہے کہ رسالہ کی اپنی ویب سائٹ بھی تیار ہو چکی ہے شائع شدہ رسالے اور مضامین بھی اپلوڈ ہو چکے ہیں آپ ہماری ویب سائٹ کو بھی ویزٹ کریں اور معلومات میں اضافہ کریں۔

ممبر بننے کے لیے رابطہ کریں: +917081182040

قیمت فی شمارہ: 50 روپے : سالانہ بذریعہ سادہ ڈاک: 200

سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک: 350 : اعزازی ممبر شپ: 1100

ویب سائٹ لنک اوپن کریں:

www.payameshuaibulauliya.com

Rs.50